آئینہ سکندر جام جم است بنگر		تا بر تو عرضہ دارد احوال ملک دارا
سلسلہ خادم التعلیم پنجاب نمبر	انسانوں کا بہترین مطالعہ انسان ہے	سلسلہ تذکرۃ المشاہیر نمبر ۲

قصص الاولین مواعظ الآخرین

آئینہ سکندری

یعنی

سوانح عمری سکندر اعظم شاہ مقدونیہ

سنہ ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۳ء

طبع دوم

جو عہد عتیق میں ایک عظیم الشان اولوالعزم شاہنشاہ اور بہادر سپہ سالار گذرا ہے جس نے یونان کی شائستگی اور ترقی کو عالم کے دور دراز گوشوں اور قوموں میں پھیلایا اور اقصائے عالم پر اپنے قیامت تک زندہ رہنے والے نام کو عزت کے ساتھ ثبت کر چھوڑا

مرتبہ و مصنفہ منشی محبوب عالم مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار، اخبار سکول ماسٹر، رسالہ کلید امتحان مڈل سکول و انٹرنس۔ و رسالہ زمیندار و باغبان و بیوپار

مطبوعہ خادم التعلیم پنجاب پریس گوجرانوالہ

فہرست مضامین کتاب آئینہ سکندری

عہد سکندری + سکندر کی سوانح عمری کے صحیح ماخذ + سکندرنامہ کے بیانات کی تکذیب +
سکندر کی پیدائش پرورش حسب نسب اور تعلیم و تربیت + ارسطو کی تعلیمات + سکندر کی دلاوری
فیلقوس سے شکر رنجی + یونان وایران کے مذاہب اور وہان کی پولیٹیکل اور سوشل حالت +
فیلقوس کی وفات + سکندر کی تخت نشینی + شمال کے وحشی باشندے + سکندر کی وفات
کی غلط خبر + اہل تہیبہ کی گرفتاری + ایشیائی مہم + ہلسپونٹ کا عبور + شہر طرائے مین پہنچ
جوش شباب + سلطنت پارس + دارا کا چلن + جنگ گرینیکس + مختلف مہمات + بحیرۂ
مشرقی یونان کے باشندون کی اطاعت + ہیلیکارنیس کی گرفتاری + عقد لاینحل +
تا دالی کا کام + میمنن کی وفات + جنگ انطاکیہ + سور اور غازا کی تسخیر + اورشلیم مین
پہنچنا + مصر کی فتح + اسکندریہ کی بنیاد پڑی + معبد امین کا معائنہ + عبور فرات + جنگ
آربیلا + بمقام پرسی پولس + دارا کی وفات + دیگر فتوحات + فلوطس کی وفات + سکندر کا
جیحون عبور کرکے سیحون پر پہنچنا + کلائیطس کو قتل کرنا + رخسانہ سے شادی رچانا + مہم
ہندوستان + پورس کی شکست + بیاس سے مجبور آہین پا ہونا + دریا کے راستہ سے
سمندتک + مہمات بحری + نیارکس خلیج فارس کی راہ سے گیا + دشت گڈروسیا کا سفر +
سوسا کی جانب بازگشت + دختر دارا سے شادی کرنی + بہت سے یونانیون نے پارسی
عورتون سے شادیان کین - فوج کی بغاوت + قیام سوسا + واقعات خاتمہ + قیام بابل +
سکندر کا سراپا - مزاج چلن اور صفات و عادات +

شبیہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ

دیباچہ

فقصص الاولین مواعظ الاخرین

جس قدر مشاہیر و اکابر کے تذکرات اور سوانح عمریوں سے ہماری ملکی زبانوں کے کتب خانے معرا ہیں اسیقدر ان کی تعلیم اہل ملک کے لئے لابدی تسلیم کی گئی ہے یون تو ہر ملک مین تذکرات المشاہیر بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہوتے ہین لیکن ہمارے ملک کے برابر انکی ضرورت فی زمانہ کہین نہین۔ مدت سے آرزو تھی کہ عہد عتیق و جدید کے اون بزرگوارون کی عمر دن کے حالات جوابتک آپ کو

اعظم کم سے کم اغلب کہی جانیکی قابل ثابت کرگئی ہین کم از کم نہایت مختصر پیرایہ مین
اردو مین جمع کئی جائیں تو از بس مفید ہون - لیکن بعد چندی غور و فکر کے بعد یہہ نتیجہ
نکالا کہ بالکل مختصر حالات حوالۂ قلم کرنے سے بہت سے زیادہ مفید سوشل حالات
اور انکی لیکچرال باتین قلم انداز کرنی پڑینگی کہ جنکا درج کرنا بہت ضروری ہوگا اسلئے
مناسب سمجہا کہ اکابر و مشاہیر قدیم و جدید مین سے باری باری ایک ایک کا حال
علیحدہ علیحدہ رسالونکی صورت مین ایسے انداز سے قلمبند کرنا چاہئے کہ نہ مضمون فضول سے
کتاب کو مطول بنا دیا جاوے کہ فہم قاری پر اسکا مطالعہ گران ہوجاوے اور نہ اسقدر
مختصر بہی دیا جاوے کہ جو غرض اوس سے مد نظر رکہی گئی ہے مفقود رہجاوے - چنانچہ
مثلاً اوسکا شروع اس سلسلہ کا حضرت گردون پایگاہ ثریا جاہ وکٹوریا قیصرۂ ہند
کے تذکرہ سے کیا گیا ہے کیونکہ بتقریب حضرت علیا کی جوبلی کے اس کا لکہا جانا نہایت مستحسن
تہا اسکے بعد اب یہہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کا سوانح عمری قلمبند کرکے طبع کیا جاتا ہے
جوکہ امید ہے کہ ملکہ معظمہ کی سوانح عمری کی طرح شوق اور قدر دانی کے ہاتہون لیا جاویگا
اس سلسلہ مین مضامین و مطالب کی تحقیق مدیکی ذاتی رائے اور سوانح کا اختصار
مع عبارت سلاست کے خاص کر مد نظر رکہا گیا ہے - اس آئینہ سکندری مین جہان
اور کئی ایک معتبر کتابون سے مضامین مترجم اور مقتبس کئے گئے ہین قصص ہند سے
بہی چند جملے بعینہٖ اقتباس کرکے اسی عبارت مین درج کئے گئے ہین جو قابل گرفت نہین
یقین ہے اگر شائقین نے خاطر خواہ مدد دی اور عنایت ایزدی شامل حال رہی تو
اس سلسلہ مین قریب سو عمدہ اکابر کے تذکرات شامل ہوجائینگے -

محبوب عالم { رنجیت گنج گوجرانوالہ
۳ دسمبر ۱۸۸۷ء }

تواریخ عالم مین عہد سکندری قابل یادگار ہے

سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کے زمانہ نے تواریخ عالم مین ایک بڑا قابل یادگار عہد پیدا کر دیا ہے - اسکی ذاتی چلن اخلاق اور طبیعت کے صحیح صحیح تخمینہ لگانے مین خواہ ہمین کسی قدر مشکلات پیش آئین لیکن ہم اسکی عمر کے بڑی بڑی واقعات اور مہمات کی تصدیق مین ہرگز شک نہین لا سکتے - اور اس امر کے ان لیئے مین بہی ہمین مطلق تامل نہین کہ نوع انسان پران غیر معمولی سوانحات نے کسقدر شجاعت اور ہمت کا مستقل اثر پیدا کر دیا - فارس کے عظیم الشان سلطنت کی ہزیمت جس نے کہ یونان کے وجود کو مٹا دینے مین کوئی دقیقہ اٹہا نہین رکہا تہا - اور مقدونیہ والونکی ملک گیر تلوار بن خلیج آب کی دریائے ڈنیوب سے لیکر آبنائے وادر ڈانلز و ریلیتیل سیحون اور سندہ تک کی مملکت مین امان نہین ملی تہی انکا ذکر زمانہ قدیم سے لیکر آجکے دم تک تواریخی واقعات مین ٹرا امر برآوردہ اور قابل تعجب و تعریف مانا جاتا ہے - علمی تحقیقات کے میدان کو بھی سکندر اعظم کی فتوحات سے کچہہ کم وسعت نہین ملی یونان کے علوم و فنون اور زبان کی خوبی - اہل یوروپ کے لئے ہندوستان کی جانب رستہ کہل جانے کے بعد تجارت کی ترقی - اور علوم طبیعی اور جغرافیہ کے معلومات کی زیادتی بھی انہین سکندری الوالعزمیون کی جانب پکار پکار کر توجہ دلا رہی ہین - اور اہل بصیرت کے دل پر یہہ واقعات اپنی ماہیت جتلا دینے مین جادو کا اثر کر رہے ہین -

شہنشاہ سکندر کی سوانح عمری کے صحیح صحیح ماخذ کونسے قرار دیئے جا سکتے ہین ؟

صفحہ تاریخ کے بڑے بڑے الوالعزم اور شجاع بادشاہون کی فہرست مین سے ہمین کسی ایسے بہادر صاحب اقتدار اور کشور کشا شہریار کے

نام کا پتہ نہین لگا سکتا جسکو شہنشاہ سکندر یونانی کے مقابلہ مین لایا جاوے - جس بے نظیر نسبت سے اسکی قوت بازو نے دور دراز اقطاع زمین کو بہت تہوڑے سے زمانہ مین سر کرکے تواریخ مین ایک پہلی مثال (جسکی نظیر امید نہین زمانہ استقبال کبھی پیدا کر سکے) قایم کی ہے اُسی نسبت سے یا اس سے کسی قدر تیز رفتاری سے اسکی دور قیامت تک زندہ رہنے والے نام نے تمام روے زمین پر شہرت حاصل کی ہے - اسکی نام کی شہرت صرف اُنہین ممالک مین محدود نہین جو اسکی سمند باد رفتار نے روندے اور کہوندے ہین - بلکہ موجودہ دنیا کے تمام شائستہ ممالک مین اس نامور کے بقاے نام کا سکہ اور خطبہ جاری ہے اور یقین ہے کہ ہمیشہ تک رہیگا - گو اسکا کوئی کتبہ یا کوئی مورت بطور یادگار عالم مین باقی نہین لیکن ممکن نہین نظر آتا کہ صفحہ ہستی سے زمانہ اسکی نام کا وہ نقش کالحجر جو نسلاً بعد نسلاً بنی نوع انسان کے دل پر اُترتا چلا آتا ہے محو کر سکے - ہان البتہ اسکے حیات کے کارنامے اور سرگذشت بعض ممالک مین بہت غلط اور مجمل سے رنگے ہین - لیکن اسمین کچہہ شک نہین کہ صحیح حالات اس نامی شہنشاہ کے ابہی ایسے مفقود نہین ہوگئی کہ انکا پتہ نہ مل سکے - ممالک یوروپ مین جو کتابین پائی جاتی ہین انمین درست درست حالات موجود ہین کیونکہ وہ ان مورخون کی کتابونکی شہادت سے تیار کی گئی ہین جو خاص یونان کے باشندے بلکہ سکندر کے ہمعصر اور بہت سے مہمات مین اسکے رفیق و شریک رہے ہین گو کئی ایک اور مورخون اور سکندر کے دو رفیقون نے اپنی چشمدید حالات اُسی عہد مین قلمبند کئے تہے لیکن افسوس ہے کہ اُنکی کتابین گم ہوگئین اور اسوقت ہمارے پاس اُنمین سے کسی کی بہی تحریر موجود نہین - مگر حسن اتفاق سے دو اور مصنفون کی کتابین جنہون نے کہ انکو پڑہا تہا موجود ہین - انمین سے ایک کا نام آیرین تہا جو سکندر سے چار سو سال بعد گذرا ہے اور دوسرا کوینٹس کرٹیس اس سے بہی ساٹہہ سال بعد ہوا ہے - ان دونون اور اور بہی چند مورخون نے جسقدر اس عالیقدر بادشاہ کی تواریخ لکہی ہے

اسکے واقعات محض سکندر کے ہمعصر مورخونکے نوشتونسے منطبق کئے ہین لیکن ایرین کے ماسوا ہم کسی کو بھی معتبر نہین سمجھتے ایرین بھی ایشیا کے جغرافیہ سے زیادہ واقف نہین تہا - کیونکہ اس زمانہ مین علم جغرافیہ پرلے درجہ کا غیر مکمل تہا اور ہمارا مورخ اس وسیع براعظم کے مقامات کو بڑی صحت سے بیان نہین کرسکا- ان مورخون کے تذکرات وواقعات تمام بڑی بڑی باتون مین متفق ہین لیکن ایرین کی تواریخ کے سوا باقی سب کے سب چہوٹے چہوٹے حالات مین سخت مختلف ہین - اور یہی وجہہ ہے کہ ہم اس رسالہ کو زیادہ تر اُسی کی تاریخ کی مدد سے تیار کرتے ہین-

بعض ممالک ایشیا اور خاصکر ہندوستان مین اس شہریار نامدار کی سوانح عمری صرف ایک فارسی نظم کی کتاب سے جسکا نام سکندرنامہ ہے منکشف ہوتی ہین - لیکن جو حالات اس کتاب مین درج ہین وہ اُن یونانی اور لاطینی کُتب سے جو اُسی ملک مین یا اُسکے گردنواح مین لکھے گئے ہین جس مین سکندر اعظم پیدا ہوا تہا بڑے مختلف ہین - بعض موقعون پر انمین زمین آسمان کا فرق ہے جس سے ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ مصنف سکندرنامہ کو صحیح حالات تصنیف کتاب کے وقت نہین ملسکے - کیونکہ ایک تو وہ بزرگ (مولانا نظامی گنجوی رح) سکندر سے قریباً ڈیرہ ہزار سال بعد ایک بڑے دور دراز ملک مین جس مین نہ تو صحیح تواریخ رکہنے کا اسقدر مذاق تہا اور نہ تہذیب ہی کو اوج تہا گذرا ہے - مصنف خود علم جغرافیہ و تواریخ مین چندان دخل نہین رکہتا تہا اور اسکی معلومات کے ماخذ اور حصول علم واقعات کے ذریعے کوئی معقول نہین بیان کئے گئے - حکایات وروایات کو تواریخ مانا گیا ہے - علاوہ اسکے مصنف علیہ الرحمتہ کو تصنیف کتاب کے وقت زیادہ تر رنگینی شاعرانہ اور صحت نظم - قافیہ وردیف کا خیال تہا - اور مقصود فقط یہہ تہا کہ شعر مرتبہ قبولیت حاصل کرین - اصل مطلب کی صحت نظر انداز کی گئی تھی جیسے کہ ایک عربی مقولہ ہے احسن الشعر اکذبہ - چنانچہ مولوی نظامی صاحب

خود سکندر نامہ مین جہان جملہ داستان سکندر بطریق ایجاز و اختصار بیان کرتے
ہین یہہ بیت لکھتے ہین جس سے ہماری مطلب کی اور بھی تائید ہوتی ہے ؎

وگر راست خواہی سخنہا سے راست	نشاید در آرایش نظم خواست

پھر آگے چلکر اسی عنوان کے ذیل مین فرماتے ہین ؎

چو نظم گذارش بود دلپذیر	غلط کردن رہ بود ناگزیر
مرا کار من با تغزل کاریست	ہمہ کار من خود غلط کاریست

جبکہ تحریر کتاب کے وقت مصنف کا مطلب صرف اظہار شاعری اور لیاقت
اپنی کا ہوا اور دانستہ صحت مطالب تواریخی کی جانب نظر اغماض سے دیکھے تو کس
طرح امید ہو سکتی ہے کہ واقعات تواریخی صحیح رہجاوین غرض ہمارے خیال مین مصنف
سکندر نامہ نے جو شہنشاہ سکندر کی تواریخ لکھی ہے وہ صحیح نہین تاہم اسمین
ہم مصنف پر یہہ اتہام نہین باندھتے کہ اُس نے دانستہ جھوٹ لکھا ہے۔ نہین۔
بلکہ اس بزرگ نے براہ سہل انگاری سچ اور جھوٹ سے تمیز نہین کی۔ اور جو
قصے لوگون سے سنے بلا تأمل درج کردیے کیونکہ اسکی غایت اس تصنیف سے محض اظہار
شاعری تھی نہ صحیح وقایع نگاری۔ اسکے علاوہ بعض ایسے حالات بھی ہین جنکی صحت
اور غلطی مین موازنہ کرنے کا اُس زمانہ مین شاید خود اُنکو علم نہوگا۔ کیونکہ سکندر کو
اپنے زمانہ کے اسلام کا پیغمبر سمجھنا۔ اسکا مکہ معظمہ کی زیارت کرنا اور آب حیوان کی
تلاش مین ظلمات کو جانا سب ایسے واقعات ہین کہ جنکا ایک خوش اعتقاد مسلمان
کو خواہ مخواہ سکندر جیسے جلیل القدر بے تعصب بادشاہ پر اعتبار ہو سکتا ہے ورنہ
صورت واقعہ مین یہہ باتین درست نہین سکندر ایک بت[1] پرست بادشاہ ایسے

[1] مسلمانون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر بت پرست بادشاہ نہین تہا بلکہ
اپنے عہد کا دیندار اور نبی بھی تہا۔ لیکن مسلمان یہہ بھی مانتے ہین کہ سکندر دو تھے ایک سکندر ذوالقرنین
رومی اور دوسرا سکندر اعظم یونانی ہمارے خیال مین سکندر اعظم یونانی تو یہی ہے جسکے حالات ہم لکھتے ہین
وہ ہرگز مسلمان نہین تہا وہ ایک بت پرست یونانی بادشاہ گذرا ہے لیکن ہمین سکندر ذوالقرنین کا حال
معلوم نہین شاید وہ دیندار ہوگا اور اسی کا اشارہ اہل اسلام کی کتابون مین ہوگا۔ اور غالبا اسی
قیاس پر مصنف سکندر نامہ نے ان دونون کے صفات کو ملا جلا کر داستان گھڑلی ہے۔

زمانہ سے ہزارہا سال پیشتر گذرا ہے جبکہ مکہ کی زیارت کا رواج پیدا ہوا - آج کوئی شخص نہین مان سکتا کہ جہان کا پایان کدھر ہے ؟ آب حیوان کا چشمہ کہان ہے ؟ اور ظلمات کسطرف ہے ؟ یہہ سب فرضی اور خیالی داستانین ہین جہانتک ہمنے تحقیق کیا ہے دین اسلام مین آبحیات کی مؤید کوئی حدیث یا نص نہین پائی جاتی - سکندرنامہ کے مطابق سکندر کا عرب روس چین تگبار وغیرہ ممالک مین جانا اور اُنہین فتح کرنا ہمین ثابت نہین ہوتا - ہمارے خیال مین یہہ سب فرضی داستانین گھڑی گئی ہین -

یونانی تواریخون کے زیادہ ترجیح ہونیکا یہہ بھی سبب سمجھا گیا ہے کہ وہ سکندر کے ہموطن مورخون نے لکھے مین - اور سوا اسکے عہد سکندری ملک یونان مین وہ عہد سمجھا گیا ہے جبکہ شائستگی اور ترقی معراج پر تہین - تاریخ نویسی کا مذاق زورون پر تہا - تاریخ کو تاریخ سمجھا جاتا تہا کیونکہ وہ زمانہ اس ملک سے گذر گیا تہا جبکہ علم تاریخ کو خیالی داستانون اور فرضی قصون سے زیادہ وقعت نہین دی جاتی تھی - تواریخ کے قدردان اور لائق مورخ پیدا ہوگئے تہے وہ بخوبی جانتے تہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جبکہ یہہ واقعی واقعات فرضی اور خیالی قصون سے ملجائینگے اور سچ کو جہوٹ سے تمیز کرنا مشکل ہوجائیگا - چنانچہ دیگر ممالک مشرقی اور ملک ہند کیطرح اُنکے ہان تاریخ نظم مین نہین لکہی جاتی تھی - بلکہ وہ لوگ سمجھتے تہے کہ واقعات تواریخی اور سرگذشت مہمات عظیم کو بزبان سلیس نثر مین قلمبند کرنا مستحسن ہے - گویا ان مین اس زمانہ مین شعر اور سخن کا بھی بڑا رواج تہا لیکن پھر بھی تاریخ کا پایہ اس قابل سمجھا جاتا تہا کہ اُسے نثر مین ادا کرنا بہتر جانتے تہے -

روبرٹ کسٹ صاحب اپنی کتاب وقائع سکندر اعظم مین لکھتے ہین کہ ایک اور دلیل یوروپین مورخون کے صحت بیان کی یہہ ہے کہ جہانتک سکندر کے بعد زمانہ حال مین جو سیاح اس رستہ سے گذرے ہین یہہ ہر سے کہ سکندر کشور کشائی

کرتا چلا آیا تھا اُسکا بیان مورخوں کے بیان سے مطابق پایا جاتا ہے۔

سکندر کی پیدائش پرورش حسب نسب اور تعلیم و تربیت

سکندر ثالث جو سکندر اعظم کے نام نامی سے مشہور ہی فیلقوس ثانی شاہ ایران کا بیٹا تھا جو حضرت عیسیٰ سے ۳۵۶ سال پیشتر یا آجسے ۲۲۴۰ سال پیشتر ملک یونان مین تولد ہوا۔ اُسکی والدہ اولمپیس نامی نیوپٹولیمس شاہ اپیرس کی دختر تھی جسکی جانب سے سکندر اپنا سلسلہ نسب[۵] اچیلز مشہور دلاور تک پہنچایا کرتا تھا۔

اگر ہمین سکندر کے حالات سے ماسوا اسکے کہ حکیم ارسطو اسکا معلم تھا مطلق آگاہی ہو تو بھی اس حکیم النفس معلم کی نسبت سے ہم شاگرد کی قابلیت کے خیالات کی نسبت رائے قائم کرسکتے ہین کیا عجیب اتفاق تھا کہ ایک ایسے بڑے جلیل القدر اور اول درجہ کی فاتح کی تعلیم کے لئے سب سے پہلا عظیم الشان فلاسوفر میسر ہوگیا تھا۔ یعنے جب سکندر کوئی ۱۳ برس کا ہوا تو اُسکے باپ نے ارسطو کو اُسکا اتالیق مقرر کیا جس رتبہ کا شاگرد تھا اُسی پایہ کا اُسکو اُستاد ملا۔ شاگرد نے اپنی فتوحات سے ایک عالم کو مسخر کیا اور اُستاد نے اپنی تصنیفات سے جہان کو معتقد بنایا۔ اس اُستاد کامل نے تین برس کے اندر سکندر کو بہت سے علوم سے ماہر کردیا۔ اور اسکی حسن خدمت کے صلہ مین فیلقوس نے

---

[۵] بعض یونانی مورخون نے عام افواہ کے لحاظ پر اسکو کسی دیوتا کا بیٹا لکھدیا ہے جس کی حقیقت یہہ ہے کہ اس زمانہ مین ملک یونان مین یہہ رواج تھا کہ جو کوئی مجہول النسب ہو یا اسکا خاندانی نہو۔ یا وہ خود بڑا بہادر اور دلاور ہو تو اُسے کسی دیوتا کا بیٹا تصور کرتے تھے چنانچہ بہادر دلاور ہونے کی وجہ سے سکندر کو بھی کسی دیوتا کا بیٹا خیال کرتے رہے ہین۔ اور وہ خود بھی یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ مین آدمیون سے بہت عالی رتبہ رکھتا ہون اور دیوتاؤن کے زمرہ مین شامل ہون۔ بعض لوگ جو اُسے دارا کا بھائی یا رشتہدار تصور کرتے ہین یہہ غلط ہے فقط البتہ دارا کا داماد بعد مین ہوگیا تھا۔ اس سے پہلے یونانیون نے ایرانیون سے کبھی رشتہ نہین ہوا تھا

اُسکے شہر کو جسے پہلے ویران کردیا تہا پہر از سر نو آباد کیا۔"
سکندر کی بعض بڑی بڑی تجویزیں اس قسم کی ہین کہ اُنکو ایک غیر محدود اختیارات والے نوجوان کی طبع عالی کے وہم وخیال کے سوا کوئی پایہ نہین دیا جاسکتا - لیکن جب معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو نے اُسے سیاست مدن میں بھی تعلیم دی ہے اور اُسکے استعمال کے لئے رموز سلطنت پر بھی ایک رسالہ لکہا ہے تو یقین ہوجاتا ہے کہ ان باتون مین بیشک کوئی خفیہ حکمت مرکوز ہوتی ہوگی - سکندر کی سوانح عمری مین بعض ایسی بڑی بڑی واقعات آتے مین جنسے کافی طور پر اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہر ایک طرح کی بے اعتدالیون اور عین عالم شباب کے جوش وخروش طبع کے درمیان بھی اسمین ایک سلیم اور مضبوط اخلاقی قوت موجود رہتی تھی جو کہ بہت جلد ہر نوع کا مقابلہ کرکے اسپر غالب آجاتی تھی - مگر ہان عمر کے آخری ایام مین جب بیا پے فتوحات حاصل ہوتی گئین تو شراب خواری کی کثرت سے اس سے چند افعال قبیح سر زد ہوئے جو انکے نام پر ایک بدنما دہبہ ہین ترقی تجارت کی حمایت مین بھی اسکی طبعیت نے وسیع جولانی دکہلائی اور صنداعت کو بھی فراموش نہ کیا۔
افسوس ہے سکندر نے صرف ارسطو کی تعلیم پر اکتفا نکیا بلکہ لغو باجبین کی چاپلوسی اور نوکرون چاکرون کی ناز برداریون اور تابعداریون نے اسکے دل پر ایک نیا مگر بُرا اثر پیدا کردیا جس سے کہ جذبات حیوانی کو بھی اسکی مزاج پر قدرے غلبہ حاصل ہوگیا - گو غیظ وغضب اور غرور وخود نمائی کی عادتین اسکو والدین سے وراثت مین ملی تہین لیکن صحبت طالح نے اُسے صقل دیدیا۔
مورخون نے سکندر کی طفولیت کی بہت سی حکایتین لکھی ہین - یہہ حکایتیں گو کوئی علمی ترقی ظاہر نہین کرتین لیکن مطالب تواریخی کی تکمیل کے رُو سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سکندر کی بچپن کی صحیح تصویر کھینچنے کے لئے انہین بھی رنگ آمیزی کے کام مین لایا جاوے - اسمین کچھہ شک نہین کہ وہ ہر نوع کی انسانی

لیاقتوں اور طاقتوں کا جامع تھا - کشتی گیری کے سوا (کیونکہ اس سے اسے گونہ نفرت تھی) وہ ہر قسم کی ورزش کا شائق تھا - اسکی عمر کی مہمات اور سوانحات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا بے دھڑک اور جری تھا - اور شائد شجاعت اور دلیری مین دنیا مین یکتا گذرا ہوگا -

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی سوداگر ایک نادر گھوڑا بوسی فیلس نامی فیلقوس کے پاس لایا اور پچیس ہزار روپیہ اسکی قیمت بتائی - بادشاہ سکندر اور اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکر گھوڑے کے امتحان کے واسطے میدان مین گیا - مگر اس نے کسی کو پاس نہ آنے دیا - فیلقوس اسکی سرکشی اور بدرکابی دیکھکر سوداگر پر بہت خفا ہوا - اسوقت بے ساختہ سکندر کی زبان سے یہہ کلمہ نکلا کہ افسوس کیا خوب صورت عمدہ گھوڑا بے تمیزی سے کھوئے دیتے ہین - فیلقوس اسکی بات خیال مین نہ لایا - مگر جب بار بار اسکو یہی کہتے سنا تو مخاطب ہوکر کہنے لگا تو بڑون پر طعن کرتا ہے اور اپنے تئین انسے بہتر سمجھتا ہے - سکندر نے کہا بیشک اس گھوڑے کے قابو کرنے کی لیاقت انسے زیادہ رکھتا ہون فیلقوس نے کہا اگر تجھسے اس گھوڑے پر نہ چڑھا گیا تو بتا کیا ہارے گا ؟ جواب دیا گھوڑے کی قیمت - اس پر سب ہنس پڑے مگر باپ بیٹون مین یہہ بات قرار پا گئی - سکندر نے جھپٹ کر گھوڑے کی لگام پر ہاتھ ڈالا - اور اسکا منہہ سورج کے سامنے کر دیا - اصل مین وہ گھوڑا اپنے سایہ سے ڈرتا تھا - اور سکندر یہہ بات تاڑ گیا تھا - جبتک گھوڑے کا مزاج درست نہوا اسے دلاسا دیتا رہا - پھر لیکا یک چھلانگ مار کر اسکی پیٹھ پر جا بیٹھا - پہلے اوسے قدم قدم چلایا اور جب اسکا ڈر بالکل ہٹ گیا تو تھلکا کر بوپہ کیا اور پھر سرپٹ ڈالدیا - اسوقت فیلقوس اور ارکان دولت سکتہ کے عالم مین کھڑے سوار کی خیر منا رہے تھے کہ اتنے مین سکندر گھوڑے کو پھیر کے آیا - سب نے بے اختیار تحسین و آفرین کی اور اسکی شہسواری کی داد دی - فیلقوس کی آنکھون مین خوشی سے آنسو بھر آئے - سکندر کی پیشانی پر بوسہ دیکر کہنے لگا کہ بیٹا اپنے

واسطے کوئی اور سلطنت تلاش کرو۔ مقدونیہ کی ریاست تمہاری شان کے لایق نہین"۔

ایک دفعہ جبکہ سکندر بارہ برس کا ہوگا کہ فیلقوس کسی مہم پر گیا اسکی غیبت مین شاہ فارس کے قاصد مقدونیہ مین آئے۔ سکندر اُنسے اسطرح پیش آیا اور ایسی معقول گفتگو زبان پر لایا کہ وہ حیران رہگئے۔ اُنسے اُسنے کوئی بات بچونکی سی نہ کی بلکہ یہہ دریافت کیا کہ فارس مین بڑے بڑے شہر کون سے ہین۔ اور کتنے کتنے فاصلہ پر واقع ہین۔ سڑکونکا کیا حال ہے اور بادشاہ کی خو کیسی ہے وہ اپنے دشمنون سے کس طرح پیش آتا ہے اور اسکی قوت و شوکت کن چیزون پر منحصر ہے"۔

ایک مورخ لکھتا ہے کہ سکندر کے لڑکپن مین یہہ خواہش نہ تھی کہ اسکا باپ اسکے لئے ایک ایسی ریاست چھوڑ جائے جس مین صرف عیش و عشرت کے اسباب مہیا ہون اور آسودگی سے عمر بسر ہوجاوے۔ بلکہ اسکی ہمت عالی کا یہہ مقتضا تھا کہ خود معرکہ آرا ہوا اور اپنی قوت بازو سے آپ جنگ و جدل کر کے جاہ و جلال حاصل کرے۔ اپنے زور بازو سے ایک عالم کو قبضہ مین لائے اور اپنی شان و شکوہ کی بہار دیکھے اور دکھائے۔ اسواسطے جب اسکو فیلقوس کی فتحیابی اور کشورکشائی کا مژدہ پہنچتا تو افسردہ ہوکر اپنے یارون اور جلیسون سے یہہ کہتا کہ اگر میرا باپ یون ہی ملک پر ملک فتح کرتا جائیگا تو ہمارے لئے کیا باقی رہیگا"۔

سکندر کی سپاہگری کی تعلیم لڑکپن سے شروع تھی لیکن عملی جنگی تعلیم حاصل کرنیکا پہلا موقعہ اسکو جنگ کیرونیا مین ۳۳۸ سال قبل مسیح ملا تھا جبکہ اسکے باپ نے اہل ایتھنز اور اہل تہیبا کی مستعد فوجون کو مع ان کے حامیون کے مغلوب کیا اور یونان کی کل ریاستون کو سلطنت مقدونیہ کا تابع کرلیا۔

سکندر کی دلاوری اور فیلقوس کی کشکر رنجی

سکندر کی عمر کوئی ۱۶ برس کی ہوگی کہ اسکے باپ نے قسطنطنیہ کے قرب و جوار کے علاقہ پر تاخت کی اور بیٹے کو دارالخلافہ میں اپنی بجائے چھوڑ گیا - باپ کی غیبت میں سکندر سلطنت کا نظم و نسق بڑی خوش اسلوبی اور لیاقت سے کرتا رہا - اور ایک قوم جو اسکے پیچھے باغی ہو گئی تھی اُسے مطیع کر لیا - پھر باپ کی ہمراہ جا کر یونانیوں سے لڑا اور فتحیاب ہوا - انہیں باتوں سے مقدونیہ کے لوگ سکندر کو بادشاہ اور فیلقوس کو جرنیل کہتے تھے لیکن وہ بھی بیٹے کی محبت میں اس سے ناخوش نہوتا تھا - مگر آخرش باپ بیٹوں میں ان بن ہو گئی جسکی وجہہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ فیلقوس نے پچھلی عمر میں ایک اور شادی کی - نکاح کے روز جب سب مہمان محفل رقص و سرود میں جمع تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا دلہن کا چچا شراب کے نشہ میں پکار اُٹھا کہ حضار مجلس! دعا کرو! خدا اس نو کتخدا کو اولاد دے اور تخت کا حقیقی وارث پیدا کرے - یہہ سُنکر سکندر ایسا افروختہ ہوا کہ شراب کا پیالہ جو ہاتھہ میں تھا اُسکے مُنہہ پر کھینچ مارا اور یہہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا کہ تو مجھے حرامی بناتا ہے - فیلقوس کو بھری مجلس میں بیٹے کی یہہ حرکت سخت ناگوار گذری اور نشہ شراب میں تلوار لیکر بیٹے کو مارنے اُٹھا - مگر خیر گذری کہ غصہ کے جوش اور شراب کے نشہ میں لڑکھڑا کر گر پڑا - سکندر نے کہا تو ایشیا پر چڑھائی کی تیاریاں کیسے کر رہا ہے جبکہ تو دو قدم چلا نہیں جاتا - اور گر گر پڑتا ہے - غرض سکندر اسطرح باپ سے آزردہ ہو کر مقدونیہ کی ایک قریب کی ریاست میں چلا گیا - اور وہاں ماں کو ماموں کے ہاں پہنچا دیا -

اسکو چند روز بعد یونان کا ایک سوداگر جو خاندان کا امیر تھا اور فیلقوس سے رسم اتحاد رکھتا تھا اسکے ہاں مہمان آیا - فیلقوس نے اثنائے گفتگو میں اُس سے دریافت کیا کہ یونان کی ریاستوں میں اتفاق کی کیا صورت ہے؟ اُس نے

جواب دیا کہ جب تمہارے گھر مین سلوک نہین تو اورونکا کیا حال پوچھتے ہو۔
اس بات کا فیلقوس پر ایسا اثر ہوا کہ اُسنے دوست کی ہمراہ بیٹے کو مقدونیہ طلب
کر لیا۔ مگر کسی بات پر پہر باہم شکر رنجی ہوگئی اور سکندر کی مان نے جو کینہ توز
اور مغرور عورت تھی باپ بیٹے کی باہم صفائی ہونے دی۔ اسی وجہہ سے بعض
مورخون کو فیلقوس کے قتل مین اسکے بی بی اور بیٹے کی شرکت کا گمان گذرتا ہے۔
مگر بیٹا بری الذمہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُس نے اپنے باپ کے قاتلون کو سخت
سزا دی اور اُنسے خوب انتقام لیا۔

یونان اور ایران کے مذاہب اور وہانکے پولٹیکل اور سوشل حالات

براعظم یوروپ کے جنوب مشرق مین ایک چھوٹا سا ملک واقع ہے جسکو
یونان کہتے ہین۔ طبقۂ یونان گو وسعت مین چھوٹا ہے مگر شہرت مین دنیا کے کل ملکون
سے زیادہ نامور ہے جس زمانہ مین یوروپ کے انگلستان اور فرانس جیسے اچھے
ملکون پر جہان کے باشندے آجکل روشنی کی براق پوشاکین پہنکر آفتاب کا
مقابلہ کرنے کو موجود ہین جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسوقت روے
زمین پر اکیلا وہی ملک علم و فضل کی روشنی سے جگمگا رہا تہا۔ گو اسوقت دنیا
کے صرف ایک دو اور حصے بھی اسی قسم کی روشنی کے پرتو سے منور ہو رہے تھے
لیکن پہر یونان سے کمتر تھے۔ بقراط۔ سقراط۔ ارسطو اور افلاطون جتنے نامور
حکیم گذرے ہین اور ہندوستان کے لوگ انکے نامون سے ناآشنا نہین سب اسی
خطہ کی خاک پاک سے پیدا ہوے تہے۔ شعر و سخن کی وہان وہ گرم بازاری تھی کہ یوروپ
کے لوگ آجتک ان شاعرون کی تصنیفات کو بڑی رغبت سے پڑہتے ہین۔ اور جسکو انکے
سمجھنے کا مذاق نہین ہوتا اُنہین فاضلون مین شمار نہین کرتے۔ پہر سنگتراشی
معماری اور مصوری غرض کوئی فن ایسا نہ تہا جس مین وہان کے لوگ اور ملکون
کے باشندون پر فائق نہون۔ باوصف اسکے فن جنگ مین بھی ایسی کامل مہارت

رکہتے تہے کہ کسی کو انکے مقابلہ کی تاب نہ تہی - یہہ ملک ابتدا سے کئی ایک چہوٹی چہوٹی ریاستون مین تقسیم تہا جو آپسمین ہمیشہ لڑتی بہڑتی رہتی تہین - اسی خانہ جنگی کے باعث یونانی بڑے لڑاکے ہوگئے تہے - یہہ لوگ زبان و مذہب اور اطوار و نسل کے لحاظ سے ایک تہے - سب کے سب ہندوٗن کی طرح مختلف دیوتاوٗن اور دیویون کی پرستش کرتے تہے - اور انکی صورتین اپنی صورت کے مطابق شابہ کرتے تہے - زمین و آسمان - آفتاب و ماہتاب - بحر و دریا اور ساری چیزین جن مین انسان سے زیادہ قدرت پائی جاتی ہے انکے نزدیک عبادت کے قابل تہین - اور انکو انہون نے مجسم قرار دیکر دیوتا مان رکہا تہا - اسی طرح صفات انسانی مثل رحم و انصاف اور عشق و غضب کی بہی پوجا ہوتی تہی - اور عام محسوسات مین جتنی چیزین دلکش اور خوشنما نظر آتی تہین وہ سب انکے ہان دیوتا سمجہی جاتی تہین - اسکے علاوہ جو لوگ انکی قوم مین بہادر اور جوانمرد ہوگئے تہے انکی بہی پرستش ہوتی تہی اور اسی سبب سے انکے ہان اکثر میلے اور تہوار ہوا کرتے تہے -

یونانیون کے دیوتا اکثر تو وہی تہے جنکی اہل مصر اور ایشیائی قومین پرستش کرتی تہین اور بعض اور تہے یہہ دیوتا ایک خیالی وجود تہے جو انسان پر بلحاظ عقل اور قوت اور بقا کے تفوق رکہتے تہے - مگر تاہم امور نفسانی اور کینہ اور حسد وغیرہ برائیون سے پاک اور مبرا نہین تصور کئے جاتے تہے - قصص الاصنام کے ملاحظہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے آبا و اجداد کا مذہب موحد تہا - چنانچہ افلاطون نے کتاب طیموس مین لکہا ہے کہ ایک زمانہ وہ تہا کہ خدا ے واحد کا تمام عالم پر عمل تہا - اس عہد مین تمام زمین پر سعادت پہیلی ہوئی تہی پہر ایک بار انسان کی طبیعت اور اشیا کی مزاج مین ایک تغیر ذمیم جو پیدا ہوا تو عالم کی حکومت جو بیطر اور دوسرے چہوٹے مرتبہ کے دیوتاوٗن کو سپرد ہوی - اب ان دیوتاوٗن کا مختلف صیغون مین عمل ہے - ان تمام دیوتاوٗن مین جو بیطر جو سب سے بڑا دیوتا ہے وہ بہی قادر مطلق نہین تصور کیا جاتا تہا - وہ قضا و قدر کا تابع تہا - اور بہت سے

سلہ رسالہ اشراق نمبر ۵ - جلد اول ۱۹۰۸ء

نقص یا نفسانی امور اُسمین موجود تہی - منروا کو عقل اور علوم کی دیوی مانتے
تہے - شجاعت مریخ سے اور حسن و عشق زہرہ سے تعلق رکہتا تہا"

چونکہ اہل یونان کا واہمہ بہت قوی تہا اور وہ ملک کمال سرسبز اور شاداب
تہا اور باشندے بہت خوش و خرم اور آزاد تہے اس وجہہ سے اُنکے وہم نے ہر شئے
اور ہر مقام کا ایک علیحدہ دیوتا تجویز کیا - ایک شاعر نے اس مضمون کو انگریزی
مین نظم کیا ہے - اسکے بعض مطالب نظم مین ہم بہی یہان درج کرتے ہین - وہو ہذا

قریب وہم

وہ مطلع صاف وہ گرمی کے دن وہ دہوپ صحرا
شجر کے سایہ مین اکہا کہین لیٹا اگر دم بہر
وہ صحرا کی ہر اک شئے سے طبیعت اپنی بہلاتا
ہوا اگر کسلمندی سے ذرا خاموش دو راہی
وہ گانا اسکے کانون مین دلکش کہین ہنر
تو وہم نے یہان اک وہی رو داد کی پیدا
کہ اک طفل حسین بندہ رستہ پر جلوہ آرا ہے
اُسیکے لیے ہر اک شئے کی رگ و پے مین سمائی ہے
کہین یا کوئی ماہیگیر مچہلی ہاتہ سے اوٹہکر
کوئی ندی اوترتا ہو کسی صحرا سے جاتا ہو
یہ جنگل تہا وہ میدان ہی وہ ٹیلا تہا یہ نالا ہے
ہوا مین ٹہنڈی ٹہنڈی چاندنی وہ آخر شب کی
بہری ہو نیند آنکہون مین چلے یون جیسے متوالا
تو دل محو تماشائی ہجوم ماہ و انجم ہو
ابہی تارے چہپے ہین جسطرف دیکہو وہ بادل مین
خوا صین کچہہ جلوہ مین جیسے گرد ماہ ہون تارے

اُسی عالم تنہا کوئی چرواہا تہکا ماندا
ہوا سے سرد کے جہونکے گیاہ نرم کا بستر
تہکن کے دور کرنے کو وہ چپکے چپکے کچہہ گاتا
یکایک دوسرا الحان اک اسکے کان مین آتی
تو بہولا اپنا راگ اور اس نغمہ پر دل ہوا مضطر
کہ خورشید ضیا گستر کو وہ اک دیوتا سمجہا
عجب انداز سے سونیکی شہنائی بجاتا ہے
اُسی آواز سے ہر تن مین گویا جان آئی ہے
چلا ہو سوئے دریا لیکے اپنا جال کاندہے پر
کہین ہون لیا اور دور کا کسی جا پر تہکا ہو
اندہیرا گہپ یہان گہاٹی مین ہے وان پر اجالا ہے
وہ کم کم روشنی سوقت کی کچہہ اسکے مطلب کی
یکایک آنکہہ پڑجائے جو سوئے عالم بالا
وہین بس عقل گم ہو اور یون صرف توہم ہو
وہین اک مہ لقا دیوی کا اُترا تخت جنگل مین
ہر اک کا انہین وہ عالم کہ صدقے ہون حسین سارے

نرالی اُنکی پوشاکین نیا انداز کا جلسا
نکلے وہ نور کے وہ اُنکے گانیکے ادا دلکش
ویا کوئی مسافر جانب منزل روانہ ہو
وہ غربت وہ تھکن وہ بیکسی وہ آبلہ پائی
وہ تنہائی کا عالم اور وہ وحشت فزا وادی
وبال دوش ہو رخت سفر ایسا وہ مضطر ہو
وہ گرمی رستہ چلنے کی اور وہ پیاس کا عالم
یکایک طالع برگشتہ جو کچھ راہ پر آئے
تلاش آب مین بیتاب ہو کر اسطرف جاے
درختوں کے قریب چشمہ کوئی وہ نیم جان دیکھے
اُسی چشمہ سے تھوڑی دور اک بستی نظر آئی
وہ پانی کام کر جاوے شراب نشہ آور کا
کہڑی بہر دن رہے کا وہ سماں جنگل کی وہ ہریالی
وہ سبزہ پر ہر اک سو لالۂ احمر کہلا جیسے
کہے دل مین عجب کیفیت آب و ہوا ہر اب
دل مسرور مشکور عنایات سماوی ہو
تصور کو تلاش منعم اصلی کا دہوکا دے
پہاڑی پر وہ دیکھو سامنے مجمع ہے پریونکا
اُسی فوارہ سے چاروں طرف یہہ نہر جاری ہے
وہ پانی سے سبزہ شادابی کوہ و بیابان ہے

تفنن کے لئے گانے بجانیکا بہی ہے چرچا
وہ اونچی سُر وہ تانین اور وہ باجونکی صدا دلکش
بہت دن کم رہا ہو تہک گیا ہو دور جانا ہو
وہ شوق منزل مقصود اور وہ ناشکیبائی
دکہائی تک نہین دیتی جہان کچھ سوئے آبادی
وفور ماندگی سے دو قدم چلنا بہی دوبھر ہو
پہاڑوں کے دکھالے کوس اور وہ یاس کا عالم
درختوں کا ذخیرہ دور سے اسکو نظر آئے
حصول مدعا ہو قالب بیجان مین جان آ
جسے آب بقا کہتے ہین وہ آب روان دیکھے
پھر پانی باطمینان دم بہر وہان ٹھہر جاے
درختونکی ہوا دے لطف ربط صبح و پیکر کا سی
وہ سورج کا طلائی رنگ اور وہ دہوپ کی زردی
یہہ فرش مخمل سبز اور وہ بوٹے سرخ ریشم کے
وہی جنگل جو تہا وحشت فزا راحت فزا ہو اب
اس عالم مین تو ہم عقل پر اسکے چہا جاوے
جلوس نائیاد ص کا تماشا اسکو دکہلاوے
وہین پانیکا ہے اک حوض اور اسمین ہے فوارہ
وہ فوارہ نہین گویا رگ ابر بہاری ہے
وہ پانی منبع سیرابی ہر باغ و بستان ہے

علم تواریخ کی یونان مین قدر کیجاتی تہی اور صحیح تواریخ تیار کرنے اور محفوظ رکہنے کا بڑا خیال تہا۔ تمام ممالک روے زمین جنکا حال اس زمانہ مین معلوم تہا وہ سلطنتوں

ص یہہ ایک دیوی کا نام ہے جو اہل یونان کے نزدیک سو چشمے جھیلوں کے پانی کی محافظ تصور کیجاتی تہی -

مین منقسم تہے ایک تو سلطنت ایران جو دولت مین مشہور اور طاقت مین
ضعیف تہے اور دوسری سلطنت یونان جو طاقت مین زیادہ مگر وسعت مین
کم تہی - اس سلطنت ایران کا بانی مبانی کیخسرو شاہ گذرا ہے جسکا ذکر شاہنامہ
مین مفصل درج ہی - شاہ گشتاسپ کے عہد مین ایک سو بیس صوبے اس
سلطنت مین داخل تہے اور ہندوستان تک اسکی سرحد تہی - اندنون ایران
مین سکندر کا ہمعصر دارا ابن داراب حکمران تہا - اور جیسا کہ اندنون ہندوستان
کے نظم ونسق مین کئی طرح کی خرابیان تہین ویسا ہی ایران کا بندوبست ابتر
تہا - رعایا کے مال کی کچہہ حفاظت نہین ہوتی تہی اور انکو ناظمان شاہی اور
امیران مرتشی لوٹتے رہتے تہے - زردشت آتش پرست کا مذہب تمام
وسیع مملکت مین مروج تہا جسکے پیرو گبر و آتش پرست کہلاتے تہے -

ادہر یونان کا حال یہہ تہا کہ یہہ ملک ابتدا سے مختلف ریاستون
مین اسطرح منقسم تہا کہ جتنے شہر تہے اتنی ہی ریاستین تہین اور انمین ہمیشہ
لڑائی رہا کرتی تہی چہوٹے چہوٹے سردار ہمیشہ خانہ جنگی مین مصروف رہتے تہے
اس ملک کے شمال مین ایک چہوٹی سی ریاست واقع ہے جسکو مقدونیہ کہتے ہین
اسوقت وہان ایک خاندان کے بادشاہ حکمرانی کرتے تہے جو اپنے تئین یونانی
بتاتے تہے - ابتدا مین اس ریاست کو بہت رونق اور قدرت حاصل نہ تہی - مگر
رفتہ رفتہ زور پکڑتی گئی اور سال مسیحی سے ۳۶۰ برس پہلے فیلقوس کے عہد حکومت
مین اسکو بڑا عروج حاصل ہوا اس بادشاہ نے اپنی شجاعت اور لیاقت سے
اس سلطنت کو بہت بڑہایا اور آہستہ آہستہ یونان کی کل ریاستون کو اپنے
فرمان کا مطیع و منقاد بنالیا -

عہد سکندر سے ایک سو سال پیشتر ایرانیون اور یونانیون مین ایشیا

ف۱ اس زمانہ مین ایران کا عام دین آتش پرستی تہا - یونان کا بت اور عنصر پرستی -
مصر کا بت پرستی اور حیوانات مثل بیل وغیرہ کے پرستش - فقط یہودی لوگ خدائے واحد لاشریک
کی پرستش کرتے تہے -

ہوتی چلی آتی ہتین ایرانیون نے یونانیون پر دو مرتبہ پہلے حملہ کیا تہا اور اگرچہ وہ تعداد مین یونانیون سے بہت زیادہ تھے لیکن دونون مرتبہ بری اور بحری لڑائیون بین انہون نے شکست فاش کہائی - بعض مورخون نے یہہ بھی لکہا ہے کہ ایک مرتبہ اہل فارس نے مقدونیہ کو اپنا باجگذار بھی کر لیا تہا - چنانچہ سکندر نامہ بین بھی اسکی شہادت پائی جاتی ہے اور کتاب نامہ خسروان مین بھی جو معتبر کتاب ہو درج ہے کہ دارا کے باپ دارائے فیلقوس کو باجگذار کر لیا تہا - کیا تعجب ہے شاید صحیح ہوگا - لیکن اسمین بھی کچھہ شک نہیں کہ پھر یونانی بھی کچھہ بہت مغلوب نہ ہو اور اسوقت سے لیکر ہمیشہ ایشیا کوچک مین ان دونون قومونکے درمیان لڑائی رہنے لگی - ایرانیون کے صوبجات کے حاکمونکا یہہ قاعدہ تہا کہ وہ یونانی سپاہیون یا مزدورون کو جو طمع زر سے ایران بین آجاے سے اپنی فوج بین بھرتی کر لیتے تھے کیونکہ انہین یقین ہو گیا تہا کہ یونانی بڑے جنگجو اور فن جنگ مین ماہر لوگ ہین - آرطلسر کسنر کے عہد مین ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تہا کہ اسکے بہائی خسرو نے سرکشی کی اور گردن اطاعت کو پھیرکر بعدد دس ہزار نبرد آزما جوانان یونان کے دریائے فرات سے عبور کر کے فتح کرتا ہوا قریب بابل کے پہنچ گیا اور ایک معرکہ عظیم مین وہ اگرچہ فتحیاب ہوا لیکن آخر مارا گیا - یونانیون نے اپنے سپہ سالار کو مرا ہوا دیکہکر قصد پس پا ہونیکا کیا اور باوجودیکہ لشکر ایران فوج یونان کے تعاقب و مقابلہ مین تہا پھر بھی وہ ہزارہا میل ملک بیگانہ آرمینا سے گذر کر بحیرہ غربی بحر اسود تک پیچھے ہٹ آئے اور دشمن سے کچھہ نہو سکا - ان باتون سے یونانیون کو یقین ہو گیا تہا کہ ایرانیونکے لشکر کی ہمارے مقابلہ بین کچھہ حقیقت نہین اور تہوڑی سی جمعیت باقواعد بہت سی سپاہ ناجنگ آزمودہ کو ہزیمت دیسکتی ہے -

اس اثنا مین فیلقوس نے بہت سی یونانی ریاستون کو اپنے زیرنگین کر لیا تہا اور باقیون سے رشتہ مودت گانٹھہ لیا تہا سب سے متفق ہوکر اہل فارس

کے مقابلہ کے واسطے مہم کی تیاری کی اور اپنے آپ کو انکا سپہ سالار قرار دیا۔

فیلقوس کی وفات سکندر کی تخت نشینی

فیلقوس مہم ایشیا کے لئے ابھی سامان جنگ تیار کر رہا تہا کہ اپنی دختر کی شادی مین ایک پہرے کے ہاتہہ سے ۳۳۶ سال قبل حضرت مسیح مارا گیا۔ فیلقوس کی ناگہانی موت کی خبر سنکر یونان کے بہت سے ریاستون نے جب دیکہا کہ تخت و تاج کا وارث ناتجربہ کار لڑکا رہگیا ہے ارادہ کیا کہ شاہان مقدونیہ کی اطاعت سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہوجاوین اسلئے بغاوت پر مستعد ہوگئی۔ سکندر بیس برس کی عمر مین مقدونیہ کے تخت پر بیٹہا اور اپنے باپ کے بڑے بڑے ارادون کو سنبہالنا چاہا گو چارون طرف سے اُسے خطرہ ہی خطرہ نظر آتا تہا کیونکہ شمال سے وحشیون کے مہیب حرکات اور جنوب سے بے امن یونانیون کی شورش سکندر جیسے نوجوان تخت نشین کے دہمکانے کے لئے کافی نہین لیکن اسکی طبیعت کی جبارت اور خداداد استقلال ان خطرات پر غالب آگئے۔ اہل تہسلی نے اسکو اپنی ریاست کا حاکم تسلیم کرلیا اور قوم ایمفکٹائین نے بلا تعرض اسکو وہ تمام اعزاز سپرد کردئے جنسے فیلقوس معزز کیا گیا تہا۔

گو سکندر ابہی جوان سال شہزادہ تہا لیکن اسکی تعلیم کی تکمیل عرصہ سے ہوچکی تہی۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو مشہور دلاورون پہلوانون اور دیوتاؤن کا جانشین سمجہتا تہا۔ اسکا خیال تہا کہ اچیلز کی تلوار کو استعمال کرنا میرا فرض اور نیز میری عزت کا باعث ہے اسکے دل مین بجز خوانی سے جوش مردانگی پیدا ہوجاتا تہا اور مطالعہ سے دل ودماغ کو روشنی حاصل ہوتی تہی۔ جب سکندر سے اکثر یونان کی قومین منحرف ہوگئین تو اسکے وزیرون نے مشورہ دیا کہ یونانیون سے متعرض نہین ہونا چاہئے تاکہ ہماری

جب ہم مہم ایشیا پر جائین شورش نہ مچائین - مگر سکندر نے کہا کہ ایسا نہیں
ہوگا مین جب تک گھر کا انتظام درست نہ کرلون میرے شان کے شایان نہیں
کہ باہر جاکر لوگون کو دھکاؤن غرض اُسنے یونانیون کو کچھہ تو سختی اور کچھہ نرمی
سے جسطرح ہوسکا سنبھالا - اس اثنا مین اسکی کامیابی کی بڑی وجہ اسکی
طبیعت کی ہوشیاری اور پھرتی قرار دیجاسکتی ہے - وہ دفعتًا جو ایشیا
کا فساد فرو کرنیکے لئے چڑھ گیا اور یکایک قوم تھبینز کے دروازون پر اسطرح
جا موجود ہوا کہ وہان کے لوگ حیران و ششدر رہگئے اسکی قوت بازو اور جبار
طبع کے باعث لوگون کی نگاہ مین اسکی حرمت فیلقوس سے بھی زائد ہوگئی -
ریاست لیس ڈیمن کے سوا یونان کی باقی سب ریاستون نے بمقام کارنتھ
اپنے وکیل بھیجکر کمال اطاعت اور تابعداری کے اظہار کے بعد مہم فارس کے لئے
اسکو اپنا سپہ سالار تسلیم کیا - یہہ وہی عہدہ ہے جو کچھہ عرصہ پیشتر اسکے
والد کو تفویض کیا گیا تھا -

کہتے ہین اسوقت سکندر کی خدمت مین گرد نواح کے بڑے بڑے حکیم
اور رئیس مبارکباد کو آئے مگر حکیم دیوجانس کلبی نہ آیا - سکندر خود اس سے
ملنے گیا یہہ حکیم اسوقت دھوپ مین لیٹا ہوا تھا - بہت سے آدمیون کو
اپنی جانب آتا ہوا دیکھکر اُٹھہ بیٹھا - سکندر نے بڑے اخلاق کے ساتھہ
اس سے گفتگو کی اور کہا کہ آپ کوئی خدمت میرے لایق فرماوین - اُس نے
جواب دیا آپ ذرا دھوپ چھوڑ کر کھڑے ہوجائین - اس بات پر سکندر
کے رفقا ہنسے مگر سکندر اسکی استغنا پر غش ہوگیا - اور کہنے لگا کہ اگر مجھکو خدا نے
سکندر نہ بنایا ہوتا تو اُسی دیوجانس کلبی ہونے کی آرزو کرتا "

سکندر جیسے عظیم الشان جلیل القدر شہنشاہ کے مختصر حیات کے بے شمار
واقعات بطور ایجاز قلمبند کرنے کے لئے جبتک ہم قدم قدم پر نقشون کا حوالہ
نہ دیویں ممکن نہین کہ اسکی تیز و تند مہمون بعجلت یلغارون فوج کشیون اور

مقابلون یا قدرتی رکاوٹون کا جو اسکی سدراہ ہوئین یا نہایت وسیع سلطنتون اور مملکتون کا جو اُس نے صرف چند سال مین کہوندین پتہ لگایا جا سکے۔ تمام رزم و پیکار کے کارنامے جبتک انکی مقامات وقوع کی نشاندہی جغرافیہ نکرے بالکل فضول اور محض دوراز کار فسانے ہین۔

شمال کے وحشی باشندے۔ سکندر کی وفات کی غلط خبر مشہور ہوگئی۔ اہل تہبیز کی گرفتاری

سکندر نے اس غرض سے کہ ایشیا پر جانے کی غیبت مین کوئی شریر دشمن پیچھے نہ رہجائین اور فساد نکرین شمال کے وحشیونکے مطیع کرنیکا ارادہ کیا اپنے پایہ تخت مقدونیہ سے موسم بہار مین ۳۳۵ سال قبل مسیح روانہ ہوکر باوجود وہان کے ساکنین کے مزاحم ہونے کے برق و باد کی طرح [illegible] کرکے دس دن مین کوہ بلقان کے درے سے گذر گیا اور دریائے ڈینوب [illegible] تک آ پہنچا اہل ٹریبلی کو فتح کیا اور دریا [illegible] سے قوم گیٹی کو جو شمالی کنارہ دریا پر [illegible] منتشر کرکے انکے سر پر جا پہنچا تو وہ ایسے حواس باختہ ہوگئے کہ تاب مقابلہ نہ لا [illegible] الیرینس اور طالینطی قومون کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے کیونکہ مملکت جمہوریہ پیشتر سکندر کو ان قومون کو دبانا ضروری معلوم ہوتا تھا وطن کو مراجعت کی ابھی سکندر کو شمالی دشمنون کی سرکوبی سے بمشکل فراغت ہوئی تھی اور راستہ ہی مین تھا کہ یونانی ریاستون مین جنکو سکندر نے زور و [illegible] سے مطیع کیا ہوا تھا سکندر کی وفات کی خبر مشہور ہوگئی اور ایک مرتبہ پھر یونانی ریاستون نے سلطنت مقدونیہ سے آزادی حاصل کرنے کی امید [illegible] کی اور سکندر کے دو فوجی افسرون کو جنکو وہ کیڈمیا کی لڑائی کے لیے [illegible]

اکروپولس کی حفاظت کے لئے وہان کے قلعہ مین تعینات کر گیا تہا قتل کر ڈالا
باغی ابہی تیاریون مین مصروف تہے اور آزادی کے خیالی پلاؤ پکا رہے تہے
کہ انکو دشمن کو بہی خبر جا پہنچی جو دم زدن مین فوج برابر لیکر انکے سر پر برق سا
آن پہنچا۔ اور انکے شہر کے سامنے خیمے ڈیرے ڈالدئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر
اسوقت سکندر کو کوئی معقول عذر سنایا جاتا تو وہ ضرور تسلیم کرتا اور معاف
کر دیتا لیکن باشندگان تہیبز کے کینہ توز پرجوش خیالات نے اُنہین عذر
خواہی سے باز رکہا کیونکہ مورخ لکہتے ہین کہ سکندر نے ایک اشتہار اس مضمون کا
جاری کر دیا تہا کہ اگر اہل شہر اپنے سرغنے حوالے کر دین تو ان سے باز پرس نہوگی
اسکے جواب مین اہل شہر نے گہمنڈ سے کہا کہ سکندر ہی اپنے دو جرنیل ہمارے حوالے
کر دے۔ غرض آشتی سے کام نچلا اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا اگرچہ تہیبز والون
نے جنگ مین خوب شجاعت دکہلائی اور داد مردانگی دی لیکن سکندر کی
فوج سے عہدہ برا نہو سکے۔ تہوڑے سے مقابلہ کے بعد سکندری سپاہی شہر
مین داخل ہو گئے فاتح سپاہیون نے ایسا سخت ہنگامہ قتال گرم کیا کہ جسکی
تفصیل سے زبان قلم خون رو دیتی ہے۔ سکندر کی فوج مین جس قدر فوسیین
پلاٹین۔ اور پولوشین لوگ تہے انہون نے گذشتہ درد دکہہ جو اس
شہر کے بے تمیز ناتراشیدہ باشندون سے اوٹہائے تہے یاد کر کے غیظ
و غضب سے آگ بگولا ہو گئے اور اس طیش سے شہر مین قتل عام کیا کہ جو سامنے
آیا جانے نہ دیا۔ خون کے ندی نالے بہ گئے۔ جنہون نے مقابلہ بہی نہین
کیا تہا انکو بہی شمشیر کی گہاٹ اوتار گیا۔ جو مندرون مین معبودون سے
دعائین مانگ رہے تہے اور التجائین کر رہے تہے وہ بہی انکے خنجرون سے
نہ بچے۔ غرض نہ عورت چہوڑی نہ بچہ چہوڑا سب تہ تیغ بیدریغ کر دئے گئے
مقتولون کی تعداد کا تخمینہ ۶۰۰۰ کیا گیا ہے۔ لیکن شاید کسیقدر مبالغہ ہوگا
جو قتل سے بچے تہے وہ قریب بیس ہزار کے غلام بنا کر فروخت کئے گئے۔ البتہ

چند متنفر اس ہنگامہ قیامت کی لپیٹ مین نہ آئے - یعنے خادمان دین
اور شہنشاہ فاتح کے چند ہواخواہ جنہون نے بغاوت کو روکا تہا اس قتل
عام سے بچ گئے - اس طوفان بے تمیزی سے مندرون کے سوا تمام شہر کے
مکانات منہدم کرا دیئے گئے - اور شہر تہبیز اسوقت فقط ایک کہنڈرات کا
ٹیلا معلوم ہونے لگا یا یون کہو کہ اسوقت خطہ یونان سے اس شہر کا نام مٹا دیا
گیا - گو اہل ایتہنز بہی اسی قسم کی سزا کے مستحق تہے لیکن چونکہ سکندر نے جانب
جنوب آگے بڑہنا تہا اسوقت قومی مصلحت نہ سمجہا اور ارادہ ملتوی کر دیا
کیونکہ وہ سمجہتا تہا کہ تہبیز کی مثال سارے ملک کے باغیون کی عبرت کے لئے
بہت عمدہ نمونہ ہوگا اور یہہ بات ایسی ٹہیک نکلی کہ یونان مین فے الواقع
اسکا رعب ایسا چہا گیا کہ پہر کسی مخالف نے سر نہ اٹہایا -

ایشیا

[illegible] سنہ ۳۳۴ سال پیشتر موسم بہار مین سکندر نے مہم ایشیا [illegible]

[illegible]

پہر مہم کے سامان درست ہوئے - سکندر نے تیس ہزار پیادے [illegible]
سوار ہمراہ لئے - اس فوج مین زیادہ تر مقدونیہ والے اور اہل تہسلی شامل
تہے اور یہی لوگ تہے جنکی بہت بازو پر سکندر کی نصرت یا ہزیمت کا زیادہ تر
مدار تہا - باقی بہی کئی ایک ریاستون کی تہوڑی تہوڑی جمعیتین تہین -
سکندر کے پاس اسوقت بہت تہوڑا سا خزانہ رہگیا تہا جسکی وجہ [illegible]
کہ اسنے چلتے وقت بہت سا خزانہ اپنے یارون دوستون اور اہل فوج مین
تقسیم کر دیا - جب ایک سردار نے سکندر سے پوچہا کہ بادشاہ سلامت
آپنے سارا خزانہ تو بانٹ دیا اپنے واسطے کیا رکہا ہے سکندر نے کہا - امید

اس بات نے اس سردار کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اُس نے معہ اور چند امراء
کے سب لیا ہوا روپیہ واپس دیدیا اور کہا کہ ہم بھی آپ ہی کی امید مین
شریک ہین - غرض اسطرح داد و دہش کرتا مقدونیہ سے چلا اور ۲۰ روز کے
عرصہ مین بمقام سسطوس جو کہ ہلس پونٹ کے کنارہ پر واقع تھا جا پہنچا -
یہہ ہلس پونٹ ایک سمندر کا نہایت تنگ قطعہ ہے جسکو اب آبنائے ڈارڈانلز
کہتے ہین اور یوروپ کو ایشیا سے جدا کرتا ہے - وہان فوج کے واسطے پہلے سے
کشتیان تیار کر رکھی تھین کیونکہ اس زمانہ مین بڑے بڑے جہازونکا کوئی
نام نہین جانتا تھا فوج کو انمین سوار کرکے خود ایک چھوٹی کشتی مین بیٹھ گیا
اور اُسے اپنے ہاتھ سے کھیتا چلا گیا - منجدھار مین پہنچکر سمندر کے دیوتون اور
دیویون کے نام پر ایک سانڈ کی قربانی دی - اور جب کنارہ نزدیک آیا
[illegible] خشکی پر پھینک دیا اور اس سے یہہ شگون لیا کہ ایشیا پر قبضہ ہوگیا -
کنارہ پر اترکر شہر طرائی کی طرف روانہ ہوئے اور وہان پہنچکر اپنے
[illegible] ن کی مقبرون [illegible] دوست ہیفیسٹن [illegible]
[illegible] بھی معہ اپنے [illegible] کے جنہون نے اس سردار [illegible]
[illegible] سوار تھا نہایت شوق اور ارادت [illegible] عزیز دوست ہیپطرو
سے زیارت کی - شاید جوانی کا جوش اس نوجوان شہنشاہ سے ایسی خوش
اعتقادیون کے ظاہر ہونیکا بڑا سبب ہوگا لیکن اسمین بھی شک نہین کہ
سکندر کی حکمت عملی کا یہہ بھی ایک بہت بڑا پہلو تھا کہ اپنے ہمراہیون اور لشکریون
وغیرہ پر ظاہر کرے کہ وہ بھی زمانہ دلاوری کے مشہور بہادر اور جنگجو اچیلز کا
جانشین ہے -
[illegible] فارسی کو حقارت کی نظر سے دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ طنبورہ جس کو
اچیلز بجاکر دل بہلایا کرتا تھا لا دیا جاوے - سکندر جسکے چہرے پر اسوقت عجیب
طرح کی اداسی چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر مضطرب اور سنسان [illegible]

کے کنارہ پر بیٹھکر مشہور دلاوروں کے کارنامے جنکی تفصیل ملک الشعرا ہومر کی کتاب الیڈ مین درج ہے طنبورہ بجاکر اپنا دل خوش کیا - اس بات کی صحت مین ہمین مطلق شک نہین کیونکہ جسقدر ہمین سکندر کے عادات اور چلن کے حالات سے آگہی حاصل ہے اسی قدر ہم جانتے ہین کہ اسکی طبیعت ضرور اس امر کی متقاضی ہوئی ہوگی کیونکہ دلاوران قدیم کے کارنامون کو سنکر انکی برابری کرنا اور بزرگ ہومر کی نظم کو نظر عزت سے دیکھنا یہہ دونون اسکی دلی آرزوئین تہین - اور اسلئے وہ ہومر کی کتاب الیڈ سے ایسا پیار کرتا تہا کہ ایک دم اسکو جدا نہین کرتا تہا بلکہ رات کو تلوار کی ہمراہ پاس رکہکر سوتا تھا اور محبت سے اسکو لڑائی کے علم کی حمایل کہا کرتا تھا -

سلطنت فارس - جنگ گرانیکس

[illegible] بحر اعظم ایشیا کے کنارہ پر جا [illegible] نہایت [illegible] نظر آتی تہین - خود اہل فارس [illegible] عالم سے [illegible]

اس تمام وسیع مملکت پر صرف ایک شاہنشاہ مطلق العنان حکومت کرتا تہا جسکی زیر لوائے بے شمار مختلف قومین آباد تہین - اور ملک کے حصص قدرتی حدود سے محدود تہے جنکو عبور کرنا ذرا دشوار کام ہوتا تہا - جو صوبجات دار السلطنت سے دور دراز فاصلہ پر ہوتے تہے انکی حفاظت اور انتظام کے لئے صرف کسی قدر مسلح فوج ایک معزز افسر کے ماتحت تعینات کی جاتی تھی - اور [illegible] افسر جنکو سپرد اس صوبہ کی حکومت کیجاتی تھی بادشاہ کی طرف سے [illegible] ہوتے تہے اسلئے سلطنت کا چند حصون میں منقسم ہونا اور طاقت مین کمزور رہنا ایسی لابدی امر تہی کہ جب تک ایسی سلطنت کا وجود باقی تہا بیشک اسکا ازالہ

ہونا محال تہا - اسکے علاوہ یہہ حکام صوبجات صرف سزا کے ڈر کے مارے شہنشاہ کی اطاعت کرتے تھے ورنہ ارادت و مودت کا کوئی رشتہ اُنمین حائل نہین ہوتا تہا جسوقت کوئی صوبہ دار اپنے آپ کو سلطنت کے مقابلہ کے قابل پاتا تھا اسوقت کیلیے بندون باغی ہوکر بادشاہ کو دعوت جنگ کرتا تہا اسلئے اسوقت صرف اسیقدر نتیجہ نکلتا تہا کہ وہ خطہ زمین سلطانی سلطنت کے حدود سے چندے خارج رہتا تہا - بعض صوبجات کی حکومت بعض ناظمون کے خاندان مین پشت در پشت چلی جاتی تھی اور چونکہ بادشاہ مین انکے مقابلہ کی تاب نہ تھی اسلئے برائے نام بادشاہ اُنکے انتظام برائے نام منظور کرلیتا تھا -

دارا شاہ فارس سکندر بادشاہ کا ہمعصر گذرا ہے اسمین انتظامی لیاقت اور کرنی ... سپاہ ... لئے کہ طاقت موجود نہین تھی - انتظام فوجکشی اور نبرد آزمائی سے باز ... ثابت - اسکو حملہ آور قوم کو پسپا کرنے کی با... ن پر بہی امید تھی جو اسکی فوج ... لازم تہے کہ ... سکین گے - کمبائسیز کے عہد سے جو شاہ لیخسرو اول کا بیٹا تہا سکندر کے عہد تک دستور ہوگیا تہا کہ بہت سے یونانی بہگوڑے ہمیشہ اپنے ملک سے آکر شاہ فارس کی ملازمت مین شامل ہوجاتے تہے کیونکہ پیچہے ذکر ہوچکا ہے کہ اہل فارس پر یونانیون کی جنگجوئی ثابت ہوگئی تھی - اور اسطرح اہل یونان انہونے ان کے زیر حکم اپنے بہائی بندون کا جو انکے ہمزبان اور ہم اطوار ہوتے تہے مقابلہ کرنے کو سپاہ ان جنگ مین مستعد ہوجاتے تہے - یونان کی خانہ جنگی اور آمدون نے جہگڑے سے مجبور اکثر اہل یونان کو آرام مین حارج ہوکر انہین وقتاً فوقتاً ناد و بوم چہوڑکر جلاوطن ہونے کے لئے مجبور کرتے رہتے تہے اور وہ اسی لئے شاہ فارس سے اُس عہدہ اور مال متاع کے حاصل کرنے کی تمنا رکہتے تہے جس سے وہ وطن

سے دست بردار ہو کر چلے آتے تھے۔ اسوقت دارا کی بڑی امید کو صرف ایک یونانی میمنن نامی باشندہ جزیرہ روڈس پر بھروسا تھا کیونکہ اسکی جنگی قابلیت اور نبرد آزمائی کی لیاقت اس قابل تھی کہ اسکو شاہ مقدونیہ کا مہیب اور زبردست مدمقابل قرار دے سکیں۔

اس عرصہ مین دارا شاہ فارس کے جرنیل سکندر کے مقابلہ کے لئے لشکر جرار جو قریب ایک لاکھ دس ہزار کے تہا لیکر دریائے گرینکس کے مشرقی کنارہ پر آ موجود ہوئے جسکو آجکل سوولا کہتے ہین اور بحیرۂ مارمورا مین گرتا ہے ایک بلند مقام دیکھکر آ اڑے کیونکہ فوج فارس کے سردارونکا ارادہ تہا کہ اس مقام پر دشمن کا مقابلہ کرین لیکن یہہ امر میمنن کی رائے کے بالکل برخلاف تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت یہہ واقف رموز جنگ سپہ سالار لشکر کی کمان پر تعینات نہ تہا صحیح اور مفید مشورہ دینے کا مجاز تہا۔ ادہر سکندر نے مقابل فوج کو جو تعداد مین قریب ایک لاکھ دس ہزار کے تہی اور اسکی ...

[illegible]

نے جواب دیا کہ ایسا کرنا قرین مصلحت اور ... مین گھوڑا ڈالدیا اور سوارون کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا سامنے دشمن نے تیر برسانے شروع کئے دریا ہی کی ... نے بھی اسکو بارہا غوطے دیئے لیکن ... کی طرح جوش مین بھرا ہوا آگے بڑھ گیا کنارہ پر پہنچکر صف آرائی کی مہلت کسی نہ ملی۔ ابھی پیادے پہنچے بھی نہین تھے کہ دونو فوجین غٹ پٹ ہو گئین۔ لیکن چونکہ فارس والونکا مقام قیام مطلق فوج سکندری کے حملہ کی مقاومت کرنے کے قابل نہین تہا اسلئے فوج فارس باوجودیکہ جان توڑ کر لڑے لیکن شکست کھائی انتہائی اس میدان کی فتح صرف سکندر کی ذاتی جراءت پر جسنے کہ اپنے ہاتھ سے فوج مخالف کے دو بڑے نامور سردارون کو خاص مقابلہ کے بعد خاک مین ملا یا

اور مقدونیہ والون کے لیئے بہالونکے نام پر جنہون نے دشمن کی رہی سہی بے قاعدہ
فوج کی صفون کو درہم برہم کیا نامزد ہو سکتی ہے۔ گو اس حملہ مین سکندر کا جوشن
جوڑ کے مقام سے کہل گیا تہا اور خود بہی گہائل ہو گیا تہا لیکن جسم کو مطلق گزند
نہ پہنچا۔ فوج فارس کے یونانیون نے میدان جنگ مین گو داد مردانگی دی تہی
لیکن دو ہزار کے سوا باقی سب لشکر ظفر موج کے آب شمشیر دشمن مین ڈوب
مرے۔ وہ دو ہزار جو بچ رہے تہے پا بزنجیر کرکے مقدونیہ مین غلام بنانے کے لیئے
بہیجے گئے۔

اس لڑائی کے خاتمہ پر سکندر نے ثابت کر دیا کہ اسکو اظہار محبت سے لشکریون
کے تسخیر قلوب اور انکو آمادہ جنگ و نصرت کرنیکا ڈہنگ خوب یاد ہے۔ اُس نے
بذات خود اپنے مجروح اور بیمار سپاہیون کی عیادت کی۔ انکی بہادری کے کارنامون
اور غزوات کی باتین سنین۔ والدین جنکے بیٹے جنگ مین کام آئے تہے اور بیٹے جنکے
باپ اور بہائی جنگ کی نذر ہوئے تہے انکی خوب طرح امداد و ہمدردی کی اور انہین
کئی طرح کے نئے حقوق اور مراعات کا مستحق گردانا۔ سکندر نے اپنے جلو مین
اس وقت ایک کمپنی ... مقدمۃ الجیش آگے رہنے کا طریق نکالا تہا چنانچہ
وہ پچیس رسالہ تہا جو اس حملہ مین اسکے ہمراہ تہے مارے گئے تہے جنپر سکندر نے لسیپس
مشہور بت تراش کو حکم دیا کہ انکے بت برنجی تیار کرے۔ چنانچہ وہ بت مقدونیہ
مین رکہے گئے اور بعد ازین شہر روم کے ایک سرکاری عمارت کے سجانے کے
کام آئے۔

بحر ایجین کے شرقی یونان کے کنارہ پر بہت سے یونانی قصبات تہے اور
چونکہ سکندر کا منشا تہا کہ ان سب کی علیحدہ علیحدہ آزاد ریاستین بنادی جاوین
اسلیئے یہہ فتح اسکے مقصد کے لیئے بہت سودمند تہی۔ کیونکہ اسکا خیال تہا کہ
اسطرح وہ یونانی آپس مین اتفاق کرکے میری تخریب نہین کر سکین گی اور
دوسرا وہ یہہ بہی ظاہر کرنا چاہتا تہا کہ وہ یونانیون کو آزادی دینا چاہتا ہے

اور ہر حالت مین انکا ممد اور حامی ہے -

مختلف مہمات

سکندر اعظم کے کثیر التعداد مہمات کو اسکی تھوڑے سے ایام حیات مین جمع کرکے دکھلانا بڑا مشکل کام ہے - چنانچہ کسی کسی موقع پر معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے نامور مورخون کے بھی ہاتھ لرزتے رہے ہین - یہان پہنچکر ایرین کی تحریرین بھی صاف نشان نہین دیسکتین - اسلیئے وہ بھی قابل تسکین نہین - ہم ناظرین کو اس سے عمدہ کوئی رائے نہین دیسکتے جیسے کہ ہم اوپر بھی ذکر کرچکے ہین کہ اس مقدونیہ کے بہادر جرنیل کی تمام مہمات ذہن نشین کرنے کے لیئے جغرافیہ اور نقشہ سے مدد لیجائے۔

جنگ گرینیکس اور میدان انطاکیہ کے درمیان قابل یادگار جو واقعہ گذرا ہے کہ سکندر نے مقام ہیلیکارنیس واقع کیریا پر تصرف کرلیا - یہہ مقام سیمنن نے اسوقت خالی کردیا تھا کیونکہ اوسپر قبضہ رکھنا اوسے دشوار معلوم ہوتا تھا - ایرین نے اس بڑے تواریخی واقعہ کی یاد مین فقط ایک خفیف سا ریمارک لکھا ہے -

اب جنوب کی طرف سکندر کی بڑھنے کا جو رستہ معلوم ہوا ہے اُسمین تواریخی اقوال کی تصدیق کیلئے قدرتی نشان بھی جو مدت دراز تک شہادت دینگے موجود ہین - مقام فیسیلس سے لیکر پرگا تک اُسنے کچھہ فوج ایک اندرونی طرف کے نوتیار شدہ مگر دشوار گذار رستے سے روانہ کی - اور خود لب دریا کے کنارہ کنارہ ہوکر جہانسے کہ پہاڑ قدم بقدم نردبان کی طرح اٹھتے چلے جاتے ہین اور انکی قاعدہ اور سمندر کے درمیان دلدل کا ایک تنگ قطعہ حد فاصل ہے - اور جوکہ دوسرے رستہ کی نسبت بہت چھوٹا اور آرام کا رستہ ہے چلا گیا - اور اگر اسکی ماننے مین کوئی تامل ہو تو یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان پہاڑون کی چوبدار

پر اس زمانہ مین کوئی رستہ نہین تہا اسلئے انسان کو مجبوراً براہ آب عبور کرنا پڑتا تہا - چنانچہ سکندر کے گذرنے کے وقت اسکی خوش نصیبی سے سمندر کے اس حصہ مین شمالی ہوا کے چلنے کی وجہ سے پانی بہت نیچا چلا گیا تہا اور ہوا بہت موافق تہی۔ وہان پہنچکر سکندر نے سیلین کے مضبوط قلعہ پر جو کہ می آنڈر کے منبع کے متصل ہے قبضہ کر لیا اور وہان سے ۳۳۳ سال قبل مسیح مین بمقام گورڈیم واقع فرگیا پہنچ گیا جہان اُسکو ساکنین کے تعصب اور خوش اعتقادی کی وجہ سے ایک بڑا نادر موقع فائدہ حاصل کرنے کا مل گیا - اس شہر مین لوگون کا اعتقاد تہا کہ جو شخص ایک رتہہ کی (جو وہان موجود تہی) نہایت پیچیدہ اور مشکل گانٹہہ کہول دیگا اسکو ایشیا کی سلطنت نصیب ہوگی - کیونکہ وہ کہتے تہے کہ یہہ ایک دیوتا کا فرمان ہی - اس گانٹہہ کے ذریعہ سے رتہہ کے دُہرے سے گہوڑونکا جوا جکڑا ہوا تہا چنانچہ سکندر نے نہایت پہرتی سے بذریعہ عورت یا کسی اور طرح عقدہ کشائی مین کامیابی حاصل کی - اُسکی ارادے کی تصمیم - طبیعت کی چالاکی اور لشکر ظفر پیکر کی حضوری سب ایسے اسباب تہے کہ اس دیوتا کے فرمان پورا کرنے اور سکندر کو لوگون کی آنکہون مین اعزاز حکمرانی بخشنی مین کام آئے -

یہان فوج مین وطن سے اور کمک آملی اور بہت سے سپاہی جو سکندر نے گذشتہ موسم سرما مین مقدونیہ کو بہیجی تہی شادیان کرا کر آپہونچے - معلوم ہوتا ہے اس مقام سے جو سکندر ایشیا کوچک کے وسطی سطوح مرتفع اور وہان سلیسیا کے میدانون مین پہنچا ہے اور دروں کوہستان سے گذر کر جو طرطوس مین پہنچا ہے یہہ سب ہی راستے ہین جنپر اس سے پیشتر ایک صدی کامل خسرو شاہ نے اپنے بہائی کے مقابل یونانی لشکر کی اعانت سے فوجکشی کی تہی - زمانہ حال کے مورخ قیاس کرتے ہین کہ طرطوس سے شمال کی جانب بیس میل کے فاصلہ پر جو تنگ سی گلی پہاڑ مین کاٹی ہوئی ہے وہی ہے جسے زینوفن اور ایرین یونانی مورخ سکندر کا راستہ بیان کرگئے ہین اس شہر طرطوس

کے نیچے ایک دریا بہتا تھا جسکا نام سِڈنس تھا - سکندر جب یہان پہنچا تو
دریا کا پانی صاف و شفاف دیکھکر اس مین کود پڑا - منزل کی تکان کی
وجہہ سے یا گرم گرم دریا کی سرد پانی مین کود پڑنے کے سبب سکندر کو بخار چڑھ آیا
چنانچہ اُسکو اس مقام پر قیام کرنا پڑا - اسیطرح کی غلطی سے کہتے ہین کہ ایسے
مقام پر شہنشاہ فریڈرک بار بروسا بھی بیمار ہوکر مرگیا تھا - غرض سکندر
ایسا بستر علالت پر لیٹا کہ جان کے لالے پڑ گئے اور حکیمون نے دوا دینے مین
تامل کیا کیونکہ انہون نے سوچا کہ اگر سکندر اسی بیماری سے جانبر نہوا تو مقدونیہ
والے ہمین زندہ نچھوڑینگے - مگر ایک حکیم نے جرأت کرکے ایک دوا تجویز کی ابھی
وہ دوا تیار بھی نہو چکی تھی کہ سکندر کو اُسی جرنیل نے جو اُسے شام کے وقت عبور
دریائے گرنیکس سے مانع ہوا تھا ایک خط لکھا کہ زنہار اس حکیم کی دوا ہرگز
نہ پینا وہ دارا سے ملا ہوا ہے اور دارا نے تمہاری زہر دینے کے لئے اس سے
انعام کا وعدہ کر رکھا ہے - یہہ عرضیہ سکندر نے سرہانے رکھہ لیا مگر آفرین ہے
اس جوانمرد بادشاہ کی خداداد دلیری اور استقلال پر کہ جب حکیم دوا بنا کر سامنے
لایا تو ایک ہاتھہ سے دوا کا پیالہ مُنہہ سے لگا لیا اور دوسرے ہاتھہ سے اُسے وہ
خط دکھلایا - سکندر دوا پیتا جاتا تھا اور حکیم وہ شکایتی خط پڑھ کر مصداق قہر
درویش برجان درویش پیچ و تاب کھاتا جاتا تھا - یہہ مقام اس حکیم النفس
شہریار کی سوانح عمری مین بیشک بڑی گہری توجہہ کے قابل ہے - اسکی
جوانمردی اور حمیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ایک خیر خواہ حکیم کو جو بظاہر دوستی
کا دم بھرتا ہے اسکو دوا پینے سے انکار کرکے شرمندہ کرے یا دوائی کھانے
سے پہلے اسکو خط دکھلاوے - آخر کچھہ عرصہ کے بعد سکندر کو صحت کلی حاصل ہوگئی
اس سے کچھہ عرصہ پیشتر ممنن مرگیا تھا اور اُسی کے ساتھہ دارا کی گرما
گرم امیدین بھی زندہ درگور ہوگئی تھین - مرتے وقت یہہ بہادر اور فن جنگ
مین تجربہ کار سپہ سالار بحر الجزائر مشرقی یونان مین ایک زبردست جنگی

بیڑا الٹو ٹڑا تھا جسکی مزاحمت سکندر ہرگز نہین کرسکتا تہا - اُسنے مقام لیبوس پر قبضہ کرلیا تھا اور مقدونیہ مین یو بوآ پر حملہ کرنے کو تیار رہتا کیونکہ اُسے امید تھی ریاست لیبس ڈیمون جو سکندر کے قبضہ سے آزاد تھی میری امداد ضرور کریگی - میمنن کی اتفاقیہ مرگ سے سکندر کو ایسے دشمن کے ہاتھ سے رہائی ملی کہ جسکی شورش اور مخالفت کے وقت سکندر کو ایشیا کی ایسی نمایان اور روز افزون فتوحات کو ادہورے چھوڑکر بجز یونان مین لوٹ جانے کے اور کچھ بن نہ آتا -

جنگ انطاکیہ

طرطوس سے روانہ ہوکر سکندر اوسی راستہ سے جسپر کہ یحنسر وگذرا تھا براہ خلیج سکندرون چھوٹے سے قصبہ میری انڈرس پر جو ملک سیریا یعنی شام مین واقع ہے جا پہنچا - دارا نے پہلے ہی سے ملک شام مین ایک فراخ سے میدان کو جسپر کہ اسکی بے شمار فوج با سانی ڈیرہ خیمہ لگا سکتی تھی روکا ہوا تھا - دارا نے چاہا کہ اس مقام کو چھوڑکر کسی اور جگہہ پر جہان مقابلہ کا عمدہ موقع ہو لشکر جا ڈالے لیکن ایک یونانی امینٹس نامی نے جو اسکی ملازمت مین تھا اُسے ایسا کرنے سے منع کیا کیونکہ اُسکی نزدیک اس سے عمدہ موقع فوج ڈالنے کا ملنا مشکل تھا - مگر افسوس دارا نے اسکا کہا نہ مانا اور ایک جگہہ مقابلہ کرنے کے لئے پسند کی جسپر اسکو ہزیمت ہوئی عقلمندون کو ایک حکمی امر نظر آتا تھا - سلسلہ کوہستان طرسوس سے ایک چھوٹے سے پہاڑی خلیج سکندرون کی جانب نکل جاتی ہے اور راس خنزیر کے سطح مرتفع پر جا ختم ہوتی ہے سلسلہ کوہستان خلیج سکندرون کے کنارون تک چلا گیا ہے - صرف بعض بعض مقامات پر اتنا میدان ساحل پر بچا ہوا ہے کہ جسپر دو فوجین آمنے سامنے رزم آرا ہو سکین ایک مقام پر راستہ ایسا تنگ ہے کہ وہان خاطر خواہ بچاؤ اور حفاظت کی صورت ہاتھ آجاتی ہے - اس عجیب محفوظ

راستہ سے سکندر شام مین داخل ہوا تہا۔ اور دوسرے رستہ سے جو کہ اس سے بہی شمال کیطرف سلسلہ کوہستان مین واقع تہا اس سے دارا شام سے میدان انطاکیہ کی جانب آگے نکل گیا تہا۔ یہانتک کہ دریاے پنارس اسکی فوج کے میمنہ کی جانب واقع تہا اور وہ خود سکندر کے میسرہ کی طرف لنگر انداز تہا۔ لیکن افسوس اُسنے ایسے مقام کو میدان کارزار قرار دیا تہا کہ جہان سے فتح یقیناً اہل مقدونیہ کے حصہ مین ہوتی نظر آتی تہی۔

سکندر پسپا ہوکر کوہستان باب شام سے جا گذرا اور شاہ فارس کو میدان انطاکیہ مین آمادہ کارزار پایا اپنی فوج بہی وہین ڈالدی۔ مقدونیہ والون کی فوج جانب یسار سے سمندر سے محفوظ تہی اور جانب یمین بہی ایسی مقام پر تہی کہ جہان امید نہین تہی فارس کی جرار فوج اسکو گہیر کر شکست دے سکے۔ شاہ فارس کے پاس گو غنیم سے کئی حصے زیادہ فوج تہی لیکن توبھی فوج مخالف کے حملہ کا منتظر رہا گویا کہ اُسکو اپنی کمزوری کا خود یقین تہا اور پہلے ہی سے جانتا تہا کہ مجھے شکست ہوگی اسنے خود سامنے کی ندی کو عبور کرنا مصلحت نہ دیکہا جو اپنی فوج کے جانب یمین قایم تہا خود دریا مین گہوڑا ڈالدیا اور باہر نکلکر برق کی تیزی اور صاعقہ کی گوند سے فارس والون پر حملہ کر کے علے الفور انکی یسار کو توڑ دیا۔ شاہ فارس کی فوج کے تیس ہزار یونانیون نے مقدونیہ والون کے وسطی حصہ کا خوب جان توڑ مقابلہ کیا۔ اور فوج فارس کے جانب یمین کے سوارون نے جو کہ اہل تہسلی کے بالمقابل تہے ویسی ہی جوہر شجاعت دکہائے اور بڑی جوش مین آکر لڑتے رہے لیکن عین معرکہ مین جبکہ ہنگامہ کارزار گرم تہا دارا شاہ فارس نے جب اپنی فوج کے یسار کو شکستہ دیکہا تو بزدلی کے آثار ظاہر کئے اور از راہ حماقت میدان جنگ سے ایک گہوڑے پر سوار ہوکر ایسا بہاگا کہ کسی کے ہاتہہ نہ آیا۔ سوار جو میدان مین جمے کہڑے تہے باقی فوج سمیت اپنی بادشاہ کی طرح بہاگ نکلے۔ غالباً کشت و خون بے انداز ہوا ہوگا

کیونکہ خواہ یونانی مورخون کی تحریر کو مبالغہ بہی مان لیا جاوے تاہم جنگ کا موقع اور کیفیت اس امر کی شاہد ہے کہ بڑی خونریزی کا معرکہ ہوا ہوگا۔ بطلیموس جو بعدازان مصر کا بادشاہ ہوگیا تہا اور اس لڑائی مین بذات خود شریک تہا بیان کرتا ہے کہ ایک تنگ راستہ بالکل مقتولین کے سر بریدہ جسمون کے فرش سے ڈہنپا ہوا تہا۔ چنانچہ اسپر سے تعاقب کرنیوالونکا بہی گذر ہوا جنکے گہوڑون کا شاید ایک بہی قدم لاشون کے سوا زمین پر نہین پڑا ہوگا۔ دارا دریائے فرات سے مقام ہتپسکس کے پاس کے گذر سے جو معمولی راستہ عبور دریا کا تہا اور جسکا عرض بلد شمالی ۳۵ درجہ ۲۰ دقیقہ ہے جان بچا کر گذر گیا۔ لیکن اپنی بیگم اور والدہ ایک ناکتخدا لڑکی معہ ایک معصوم بچہ کے جو میدان جنگ تک اسکی ہمراہ آئی تہے دشمن کے ہاتہہ مین چہوڑ گیا۔ سکندر کے لشکریون نے فوج فارس کو خوب لوٹا۔ جب شہنشاہ نصرت مآب دارا کے خیمہ مین داخل ہوا تو اسکے مختلف درجے اور ہر درجے مین تکلف کا سامان دیکہکر حیران ہوا۔ کسی مین حمام کا اہتمام اور مشک وعنبر جلتا دیکہا کسی مین کہانے پینے کی چیزین اور دنیا کی نعمتین مہیا پائین اور کسی مین خوابگاہ کے تکلف نظر آئے۔ یہہ بہادر دیکہکر اپنے رفقا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے ایشیا مین اسی عیش وعشرت کا نام بادشاہت ہے۔ اُسی خیمہ مین بیٹہا کہانا کہا رہا تہا کہ برابر خیمہ سے عورتون کی گریہ زاری کی آواز آئی۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ دارا کی بیوی لڑکی اور والدہ اسکے رتہہ اور کمان کو دیکہہ کر روتی ہین اور سمجہتی ہین کہ وہ لڑائی مین مارا گیا۔ سکندر نے انکے حال زار پر افسوس کیا اور اُنسے کہلا بہیجا کہ دارا زندہ ہے تم غم نکرو اور خاطر جمع رکہو۔ جس عزت وحرمت سے اسکے سامنے رہتی تہین اُسی صورت سے اب بہی رہوگی۔ میری لڑائی دارا سے فقط سلطنت کی بابت تہی اسکے ننگ وناموس سے کچہہ تعرض نہین ہے۔ کہتے ہین کہ دارا کی بیبی اور بیٹی حسن وجمال مین بے نظیر تہین مگر سکندر

نے اُنکو تصویر کی مثال سمجھا اور جو کلمہ زبان سے نکالا تھا اُسے پورا
کر دکھایا - اُنکی خاطرداری اور دلجوئی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھا - جتنی نوکر
چاکر اُنکی خدمت مین تھی سب بدستور رہی اور کسی بات مین فرق نہ آنے
دیا - اُنکی حرمت و آبرو کا ایسا پاس رکھا کہ لشکر کے کسی آدمی کو اُنکی خیمہ کے پاس
نہ پھٹکنی دیا - اور سب کو یہہ حکم سُنا دیا کہ اگر کسی کا بیہودہ کلام اُنکو کان مین
پہنچیگا تو اُسکو سخت سزا دیجائے گی - اس لڑائی کے فتح ہوتے ہی شام کے
ملک پر سکندر کا تصرف ہوگیا اور شہر دمشق مین بہت سا مال و خزانہ اسکی
فوج کے ہاتہہ آیا - کہتے ہین ان ایام مین دارا نے پیغام صلح شاہ منصور کی خدمت
مین بھیجا کہ نصف سلطنت لیکر صلح کر لیوے لیکن اس عالی حوصلہ شہریار نے
جواب دیا کہ یا تو ساری سلطنت لے لی یا ناکام رہا -

شہر سور اور غازا کی تسخیر

اس انطاکیہ کی فتح مین جو ۳۳۳ سنہ قبل مسیح کے خاتمہ کے قریب سکندر کو
حاصل ہوئی تھی اس نے سلطنت فارس کی حقیقت مین کمر توڑ دی اور سکندر
کے لئے شہر بابل اور مصر کی جانب رستہ کھول دیا - اسی فتح نے انگیس اور
فارنیبیزس کے منصوبے مغربی ایشیا اور بحر الجزائر یونان مین خاک مین ملا
ڈالے - چونکہ فارس والون کی طرف سے یونانیون کو بغاوت پر آمادہ کرنیکا
اندیشہ تہا اور یونان مین انکی مدد جہازہی کے ذریعہ سے پہنچ سکتی تہی اسواسطے
اسنے بحیرہ شام کے ساحل کے علاقہ کو جسے فینشیا کہتے تہے سخر کرنا مقدم
سمجہا - یہان مطلع صاف تہا کوئی اسکے مقابلہ مین نہ آیا جس شہر مین پہنچا
وہان کے لوگون نے اطاعت کا سر جھکایا مگر ناگاہ ایک بہت بڑی رکاوٹ
سستی مین پیش آئی - جو دارا کے مقابلہ کی نسبت بھی زیادہ مشکل نظر آتی تہی
یہ شہر سور تہا جہان کے باشندون نے اپنی دیوتا کے گھمنڈ پر اُسے شہر

مین دخل ندیا - گو دارا کی جرار فوج کو شکست فاش دینے کے لئے ایک ہی دن کافی تہا لیکن شہر سور پر قبضہ کرنے کے لئے بہت سے مہینوں کی محنتین درکار تہین - یہہ شہر جو تجارت کا بڑا مرکز تہا ایک جزیرہ پر واقع تہا جو آبنا اس جزیرہ کو برّاعظم سے جدا کرتی تھی عرض مین نصف میل تہی - اور عمق کا یہہ حال تہا کہ برّاعظم کی طرف سے صرف پایاب اور دلدلی زمین تہی لیکن ہوتی ہوتی جزیرہ تک اٹہارہ فیٹ پانی گہرا تہا - اس جزیرہ کی شہر پناہ بڑی بلند اور مضبوط تھی اور سب طرحکا سامان جنگ مہیا تہا - کئی صدیون سے یہہ بڑا دولتمند شہر مشرقی اور مغربی دنیا کے درمیان تجارت کا واسطہ رہا ہے - اور اسی جگہہ سے قدیم باشندگان یوروپ کو وہ جملہ ایشیائی پیداوارین دستیاب ہوتی رہی ہین جنکا ذکر پورانے یونانی نوشتون مین پایا جاتا ہے اس شہر کی تجارت اور جہازات اس زمانہ کے تمام معلوم سمندرون مین پہیلے ہوئے تہے اور اسکی تجربہ کار تاجر بہت سے ناواقف لوگون سے جن کو وہ خود ڈہونڈہ نکالتے تہے اور ورن کے ذریعہ سے انکے ہان سے اسباب منگوایا کرتے تہے سوداگری کرتے سوداگر امیر الامرا شکمتہ تہے اور انکے گودام ملکی اور قومی دولت اور دنیا کی ضروریات کے اسباب سے بہر پور تہے - حزقیال نبی کی کتاب کے ستائیسوین باب مین اس نہایت متمول شہر کی آسودگی اور اسکی زر و مال کی افراط اور شان و شوکت کا بیان قدیم یونانی نظم مین بڑے زور سے بیان کیا گیا ہے -

فینشیا کے تمام شہرون نے سکندر کی آمد آمد پر اطاعت قبول کر لی اور قدیم صیدا نے بلا تکلف اسکی انقیاد کا حلقہ گردن مین ڈال لیا مگر سور نے جو اپنی بحری طاقت پر مغرور تہا سکندر کی شرایط کو نامنظور کیا اور بزور مزاحمت کرنے پر آمادہ ہو گیا -

سکندر کو شہر پر حملہ کرنے کی غرض سے ہی ایک پشتہ بنانا لازم تہا

جو خشکی سے لیکر جزیرہ تک نصف میل لمبا ہو چنانچہ اسنے اسکو بڑی محنت سے تیار کیا۔ کہتے ہین بخت نصر بادشاہ نے بھی اس شہر کو اسی طرح کا پشتہ بنا کر لیا تھا لیکن اگر یہہ بات درست ہے تو وہ پشتہ کسی ایسی حکمت سے بنا گیا ہوگا جو بعدہ بآسانی اُٹھا لیا گیا ہو۔ مگر غالبًا بخت نصر جزیرہ پر قبضہ نہین کر سکا ہوگا جبتک کہ اُس نے پرانے شہر پر جو ساحل بحر پر واقع ہے تسلط نہ کر لیا ہو۔ سکندر کا بنوایا ہوا بند ابھی تک موجود ہی چنانچہ اب شہر سور بھی بر اعظم کے ساحل پر ایک شہر معلوم ہوتا ہے۔ یعنی جزیرہ ساحل ہے ملکر جزیرہ نہین رہا۔

سات ماہ کامل کے محاصرہ کے بعد یورش کر کے شہر قبضہ مین لیا گیا۔ فوج منصور نے جو اسقدر طول طویل محاصرہ سے تھک گئی تھی آٹھ ہزار محصورین کو قتل کر کے انکے خون سے دل ٹھنڈا کیا۔ باقی تیس ہزار شہری غلام بنا کر بیچے گئے۔ اگر ہم ڈایوڈورس اور کرٹیس کی شہادتون کو پایۂ اعتبار دین تو شہنشاہ فاتح کو ساحل سمندر پر دو ہزار جانون کو پھانسی دینے کے جرم مین انسانی ہمدردی اور رحم کا مجرم قرار دیسکتے ہین۔

سلطنت پارسی کا آخری مرحلہ اب طے ہو گیا اور تمام بحری تری مملکت مقدونیہ والون کے قبضہ اقتدار مین آگئی۔ سلطنت فارس کے عہد مین اہل سور کے خاص خاص حقوق اور مراعات ملحوظ رکھے جاتے تھے بدین شرط کہ اپنی بحری طاقت کو تمام لڑائیون مین جو یونانیون کے مقابلہ مین ہوا کرین فارس کے لئے مہیا کر دیا کرین۔ اور یہہ ایک ایسی بات تھی کہ اہل سور بھی اس سے انکار نہین کرتے تھے بلکہ انکا بھی بڑا مدعا یہی تھا کہ جسطرح ہو سکے یونانیون کو مضرت پہنچائی جاوے کیونکہ بحیرہ روم مین تجارت کرنے مین یونانی انکے حریف تھے اور وہ ہمیشہ اُن سے بڑی نفرت رکھتے تھے۔

شہر غازہ کے محاصرہ مین سکندر کے دو ماہ صرف ہوئے یہہ ایک مضبوط

شہر خطہ فلسطین مین واقع ہے - اس شہر کے باشندون نے بھی
سکندر کے تصرف کرنے مین مزاحمت کی تھی اسلئے اس نے شہر کو فتح
کر کے سب باشندونکو معہ زن و بچہ کے غلام بنا کر بیچڈالا -

سکندر کا اورشلیم مین پہنچنا اور مصر کا فتح کرنا

چونکہ شہر مقدس اورشلیم کے باشندون نے بوقت محاصرہ غازا سکندر
کو نقد اور فوج بہم پہنچانے کی امداد سے انکار کیا تہا اسلئے بقول جوسیفس
مورخ یہودی وہ سور اور غازا کی فتح سے فراغت حاصل کرکے اورشلیم
کی جانب بڑہا - سردار کاہن جودس نامی معہ تمام فقیہون اماموں اور باشندگان
شہر کے اور پورے پورے نشانات مقدس مذہب یہود کے فاتح بادشاہ کی
خدمت مین خود جا حاضر ہوا - سکندر نرالا نظارہ دیکھکر بڑا حیران ہوا
انکا قصور معاف کردیا - خداوند خدا کے نام کی تعریف کی اور حسب ہدایات
جودس سکندر نے ہیکل مین جا کر سوختنی قربانی چڑہائی - سردار کاہن نے
بادشاہ کو دانیال نبی کی کتاب دکھلائی اور وہ فقرے بتلائے جنمین یہ پیشین
گوئی درج تہی کہ ایک دن شاہ مقدونیہ شاہ فارس پر غالب آئیگا - مورخ
لکھتا ہے سکندر کو اس نوشتہ پر یقین کامل [illegible] بن [illegible] می
کی بابت پیغمبر نے پیشین گوئی کی ہے مین [illegible] وسیی
ہی معلوم ہوتی ہے جیسی کہ امین کے معبد [illegible] ہیا بن اندر [illegible] ہسکا
ذکر ہم آگے چلکر کرینگے - اریبن اس بارہ مین کچھ نہین لکھتا اب سکندر کے
راستہ مین مصر تک کوئی رکاوٹ نہ رہی - اور مصر بلا تکلف و مزاحمت ہاتھ
آگیا - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ خطہ مصر ایک سو برس سے بعہد کمبالیسز
خلف الرشید شاہ کیخسرو فتح ہو کر داخل سلطنت ایران ہو گیا تہا - اور بر بنائے

نام مقبوضات فارس سے شمار ہوتا تہا۔ مصر کی سلطنت بڑی قدیمی تہی
اور قریب ایک ہزار پانسو سال کے پیشتر اس سے حکومت اسکی بنام حضرت
یوسف ؑ کے تہی جوکہ منجانب فرعون شاہ مصر عزیز مصر یا صوبہ مصر مقرر تہا
اور اس زمانہ مین دریائے نیل اس جگہہ پر بہتا تہا اس سبب سے وہ زمین زرخیز
سیر حاصلی اور دولت کے لئے دنیا مین مشہور و معروف تہی مگر رعایا د
حال کی مانند جاہل اور بے تمیز تہی سات روز کے عرصہ مین فوج ظفر موج براہ
بیابان بمقام پیلوسیم جو مصر کی جانب مشرق سرحدی قصبہ ہے پہنچ گئے۔
مصر کے حاکم نے جو سلطنت فارس کا ایک صوبہ تہا مزاحمت کرنا بے سود
سمجہا اور ملک مقبوضات یونان مین شامل ہونے دیا۔ سمجہ سے ۰۰ سال

ہے [illegible] اس ملک کا انتظام ہمیشہ سے خراب رہا
اور [illegible] کہ اہل فارس اور اہل مصر مین اور اہل
یونان اور اہل فارس مین مصر کی حکومت کے بارہ مین بہت جنگ و جدل
ہوا کئے۔ مصریون کی ایرانیون سے ہمیشہ ناراض اور برگشتہ رہنے کی بڑی وجہہ
یہی تہی کہ آخر الذکر فرقہ کا مذہب اول الذکر سے بہت مختلف
معبدون مین بخ کے کام بھی انجام دیتے تہے۔ لیکن یو[illegible]
مذہب کے سبب سے سادے قوانین مصریون سے ملا جلا دیئے اور انہیں ثابت
کر دیا تہا کہ ہمارے تمہارے مذہب کی حقیقت مین ایک ہی اصول ہین۔
پیلوسیم سے کوچ کرکے سکندر شہر ہیلی یولس (شہر مقدس) مین جو
کثرت معابد و مقابر کے لئے معروف تہا جا پہنچا اور وہانسے بمقام ممفیس
وارد ہوا جو اس زمانہ مین ملک مصر کا پایۂ تخت ہونیکی وجہہ سے بڑی رونق
پر تہا۔ صحیح قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر یہان سے جنوب کیجانب

بالکل نہین پڑہا - یہان سے دریائے نیل کی مغربی شاخ کے رستے جسکو اس زمانہ کے کینوپاک کہتے تہے جہیل میریا مین جا داخل ہوا اور یہان یعنے دریائے نیل کے دہانہ کے قریب اپنے نام پر شہر سکندریہ آباد کیا جو آجتک بڑے تجارت کا مرکز ہے -

کسی حکمت عملی اشتیاق یا ظاہرداری کے لپیٹ مین شاید ان تینون باتون کو مدنظر رکہکر سکندر نے معبد امین کی زیارت کی - مصر والون مین اس معبد کی پرستش حج اکبر یا مہا جاترا سمجہی جاتی تہی چنانچہ اس سکندر کی زیارت سے انہین بڑا فخر اور ناز پیدا ہوا - آجکل اس مقام کا پتہ سوا کی قریب ۲۹ درجہ ۱۲ دقیقہ شمالی عرض بلد اور ۲۴ درجہ ۵ دقیقہ مشرقی طول بلد پر لگاتے ہین کیونکہ یہان پر آجتک اس [illegible] کی عظیم الشان معبد کے کہنڈرات اور [illegible] اس شہر کے قدیم مقام وقوع کی سعہ اور نشانات [illegible] [illegible] بعض مورخ اپنی تاریخ مین سکندر کے مجاورون سے گفتگو اور [illegible] رہار کرامات وغیرہ بہت مجمل سا لکہکر گذرجاتا ہے ہمارے خیال مین یہہ مورخ اس واقعہ کو چندان تاریخی وقعت نہین دیتا یا کسی اور وجہ سے مفصل بیان کے قابل نہین سمجہتا - دیگر مورخ یہہ بہی لکہتے ہین کہ سکندر کو مجاورون نے ابن المشتری کا خطاب بہی دیا تہا اور اس سے یہہ بہی وعدہ کیا تہا کہ تیری سلطنت تمام عالم پر محیط ہوجائیگی اور تیرے نام کا سکہ ایک مرتبہ تمام روئے زمین پر چلیگا -

جنگ آربیلا اور دارا کی وفات

اس اثنا مین جبکہ سکندر کو یونان سے کچہہ کمک پہنچ گئی اور اسنے سلطنت مصر کا بہی بہت عمدہ قابل تسکین انتظام کر لیا تو اُسے معلوم ہوا کہ پہر شاہ فارس بڑی جرار فوج جمع کرکے جنگ کا منتظر ہے - اسلئے اسکے مقابلہ

کی خاطر سکندر نے عنان عزیمت طرف اضلاع مشرقی کے پہیری سنہ ۳۳۱ قبل مسیح کے موسم بہار مین اسنے شہر سور کا رستہ لیا اور وہان پہنچکر چند ہی قیام کیا - وہان سے روانہ ہوکر راستہ مین دمشق کو فتح کرتے ہوئے دریا فرات کو گذر تھپسکس سے کشتیونکا پل باندہ کر عبور کیا اور سرزمین الجیزیا کے بیچون بیچ غیر آباد جنگل کے راستہ سے بچکر چلا گیا - الجزیرہ جسکو قدیم زمانہ مین مسو پوٹیمیا کہتے تھے وہ ملک ہے جو دریاے دجلہ اور فرات کے درمیان دوابہ ہے اور جانب جنوب یہانتک کہ یہہ دونون دریا بمقام شط العرب بصرہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر جا ملتے ہین چلا گیا ہے - آخر سکندر نے دریائے دجلہ کو اس مقام کے قریب سے کہ جہان اب شہر نینوہ کے کہنڈرات پائے جاتے ہین اور جو اس زمانہ سے بہی پہلے برباد ہوکر نیست و نا[illegible] نما

گو یہہ تمام سفر آٹھہ سو میل لمبا ہوتا ہے [illegible]

سے لکہا ہے اور بڑی بڑے جنگی مہمات کے ذیل مین شامل نہین کیا - دجلہ سے پار اترا تو راستہ سے ہوتے ہوئے ابہی چار منزل چلا تہا کہ کچھہ سوار دارا کے گرفتار ہوکر اسکی لشکر مین آئے انکی زبانی معلوم ہوا کہ دارا کا لشکر شہر اربیلا سے جسکو اب اربل کہتے ہین بیس میل کے فاصلہ پر دجلہ اور کوہستان کردستان کے بیچ کے میدان مین ایک گانو کے قریب جسکا نام گوگامیلا یعنی اونٹ کا گہر ہے رود بماد س کے کنارہ پر پڑا ہے سکندر نے چند روز اپنے لشکر کو آرام دیکر آدہی رات کو اس گانون کا رخ کیا اور صبح ہوتے ہی دارا کو جا لیا - اسوقت فارس والے جو شبخون کے اندیشہ سے رات کو جاگے تہے تہک کر چور ہو رہے تہے مگر بعض جوان جی توڑ کر لڑے گو فارس کی فوج تعداد مین بہت کثیر تہی لیکن سکندر کی کارآزمودہ فوج اور اسکی جنگ آزمودہ سپہ سالارون کے مقابلہ مین پہلے میدان کی طرح جانبین کے بڑی کشت و خون کے بعد دارا کے پانون اکہڑ گئے اور یہہ بزدل بادشاہ جسکو میدان جنگ سے بہاگ جانے کی بہت عمدہ جا پہنچ آئی تہی

ایک مرتبہ پھر اپنے باپ دادا کی سلطنت کو اپنے ہاتھ سے لٹا کر اور جان بچا کر
شہر ہمدان کو جو صوبہ میڈیا مین واقع ہے نکل گیا - اب سکندر کو ایسے ڈرپوک
دشمن کا مطلق بیم و ہراس نہ تہا بلا تکلف و مزاحمت میدان جنگ سے آگے
کو روانہ ہوا - گو یہہ جنگ بمقام گوآگامیلا واقع ہوا تہا لیکن جنگ آربیلا کے
نام سے مشہور ہے کیونکہ اربیلا تک سکندر نے دارا کا تعاقب کیا تہا - یہہ شہر
آربیلا چالیس پچاس میل کے فاصلہ پر شہر گوآگامیلا سے واقع ہے -

ایک مورخ اس جنگ کی کیفیت اسطرح لکھتا ہے جسکو دیکھکر یونانیون کی
نبرد آزمائی اور سکندر کی جنگی لیاقت کی تعریف کئے بغیر رہا نہین جاتا - اسکا
[illegible] ہے کہ سکندر زرہ بکتر سے [illegible] ہوکر میدان کی طرف نکلا - ایران کی فوج

[illegible]

تہی اُس نے چاہا کہ سکندر کے لشکر کو چارطرف سے محصور کرے عدم [illegible]
لیکن سکندر اس چالاکانہ پیچ کو سمجھ گیا اور اپنی فوج کو مخروطی صورت مین اسطرح
آراستہ کیا - کہ اول ایک سپاہی اسکے پیچھے دو اسکے بعد تین - اس ترکیب سے اگلی
فوج کم تہی پچھلی زیادہ - اور تمام فوج آسانی سے تینون طرف مقابلہ کر سکتی تہی غرض
اسطرح فوج کو تیار کرکے سکندر نے دہاوے کا حکم دیا - اس نادر ترکیب سے یہہ قلیل
سپاہ کثیر فوج کے قلب مین گہسی چلی گئی - اور قریب تہا کہ مخالف کو شکست ہو
کہ ناگاہ سکندر کو خبر لگی کہ پارمینو کے دستہ نے شکست کہائی یہہ سنکر سکندر
اُدہر متوجہ ہوا اور اسکی فوج مین کسیقدر کہلبلی مچگئی مگر سکندر نے بڑی دانائی
سے پارمینو کو مدد دیکر اپنی سپاہ کو سنبہال لیا اور ایسا جان توڑ کر لڑا کہ
خون کی ندیان بہگئین ہزارہا مردون کا کہیت رہا - مگر دارا کو بہاگنے کا موقع ہاتہ
آگیا تہا اسلئے ایک تیز رفتار گہوڑے پر سوار ہوکر کوہستانی آرمینیا کو نکل
گیا ؛؛

وقائع سکندری مین آربیلا کا جنگ بڑا قابل یادگار واقعہ ہے - گو دارا ہنوز مرا نہین تہا لیکن اب بادشاہ بہی نہین رہا تہا - اسکی سلطنت برباد و رتبا تباہ ہوگئی تہی - اسکی مملکت کا بڑا نادر حصہ ہاتہہ سے نکل گیا تہا - اور اب شاہ ظفریاب کو تمام ملک پر تصرف کرنے مین کوئی حریف مزاحم نہین رہا تہا - افسوس ہے سکندر اسوقت اپنے فتوحات کے نشہ سے سرشار ہوکر کسی قدر آپے سے باہر ہوگیا اور اسکی طبعیت اور چال چلن مین ایک تغیر عظیم واقع ہوگیا - اُس نے بتدریج ایشیائی شہنشاہون کے جاہ وجلال تخت وتاج اور جملہ لوازم عیش وعشرت کو پسند کرنا شروع کیا - اور اس از خود رفتگی کی حالت مین اس سے ایسے شرمناک افعال سرزد ہوئے کہ اگر مورخونکی ساری باتین مان لین تو اسکی بریت کسی طرح ہونی ممکن نہین -

شہر بابل جو قدیم زمانہ سے کیخسرو اور دارای اول کی بڑی بڑی شکست پورشونکا مقابلہ کرچکا تہا اب بلا مزاحمت اقبال سکندری کا لوہا مان گیا - سکندر پیتل کے دروازون سے ہوکر شہر مین داخل ہوگیا - اسکی خیر مقدم کے لئے لوگون نے پہول برسائے اور بطور شگون شیر اور چیتے پیش کیے لائے - سکندر نے پہلے بادشاہون سے ایک نرالی تدبیر تسخیر قلوب کی اختیار ہوئی تہی - شاہ زرکسیز

برخلاف اسکے بُت پرستون کے معبد کی حفاظت کے سامان تجویز کردئے اور کالدی فرقہ کے قاعدہ اور دین کے بتلائے ہوئے آئین پر بعل کے حضور مین قربانی چڑہاکر اپنے آپ کو تو ہم پرستون کے زمرہ سے پکا معتقد ثابت کیا - بادشاہ کی طرف سے بابل والون کو حکم ہوگیا کہ اپنے معبد کی مرمت کرلو لیکن یہودیون نے بہت چاہا کہ بادشاہ بتخانہ بنانے کی تاکید نکرے - چنانچہ سکندر نے اُنکی درخواست منظور کرلی - مقدونیہ والے بابل سے کوچ کرکے بیس روز کے عرصہ مین شہر سوسا مین

جو دریائی کبرہ کے مغربی کنارہ پر واقع ہی جا پہنچے۔ یہہ شہر اُس زمانہ مین شاہان فارس کا خاص مسکن تہا اور انکی خزائن خاصکر یہین محفوظ رہا کرتے تہے جو سکندر کے ہاتہہ آئے۔

اس شہر سے دریائے کروش کی جانب راہ پیما ہوا۔ اور وہانسے وادی رم ہرمز سے گذرتے ہوئے درہ قلعہ سفید سے جہان سے خاص فارس کو رستہ نکلتا ہے ہوکر چلا گیا۔ اسکا منشا تہا کہ شہر پرسی پولس کو جو دارالخلافہ فارس تہا اور شیراز کے قریب آجتک اسکی کہنڈرات بنام چہل منارہ پائے جاتے ہین مسخر کرے۔ یہان پہنچکر اُسنے دارا کے تخت پر جلوس کیا اور تسخیر شہر سے تیس کروڑ روپیہ اسکے ہاتہہ آیا۔ یہہ تمام مال و زر اس فیاض بادشاہ نے اپنے جان نثار رفیقون مین تقسیم کردیا۔ مگر افسوس ہے اُس نے جلتے ہوئے اس شہر کو نشہ کی حالت مین ایک گمنام عورت کے بہکانے سے جو اسکے لشکر کے ہمراہ تہی جلوا دیا بعض مورخونکا یہہ بہی گمان ہے کہ مسلمانون نے اپنی باری مین جلایا ہوگا۔ لیکن بعض دیگر مورخ اسطرح بہی لکہتے ہین کہ جب سکندر پرسی پولس مین پہنچا تو بدقسمت یونانیون کا ایک گروہ جسکو دارا نے ناک کان کٹوا کر قید کر رکہا تہا اسکی ملاقات کو آیا۔ سکندر یہہ ظلم اور بیرحمی دیکہکر تہرا اُٹہا اور آنکہون مین آنسو بہر لایا۔ اور اُن سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تم گہبراؤ مت مین تم سب کو بحفاظت تمام یونان کو بہیجدونگا۔ مگر انہون نے عرض کی کہ آپ ہمین یہین رہنے دین کیونکہ اب ہماری صورتین مسخ ہوگئی ہین اور اس قابل نہین رہین کہ عزیز و آشنا ہمین دیکہکر نہ ڈر جاوین۔ اُنکی بیکسی اور دارا کی سنگدلی دیکہکر سکندر کی آنکہون مین خون اُتر آیا۔ قتل عام کا حکم دیا اور شہر کو مسمار کرا دیا۔

کہتے ہین اسوقت جب مقدونیہ کے ایک باشندہ نے سکندر کو تخت پر رونق افروز دیکہا تو خوشی سے آنسو بہائے اور کہا کہ وہ یونانی کیسے بدقسمت

ہین جنہون نے سکندر کو دارا کے تخت پر بیٹھے ہوئی نہین دیکھا -

۳۳۰ سنہ قبل مسیح مین پرسی پولس سے سکندر نے شہر ہمدان کی طرف رخ کیا۔ شہر مین پہنچکر اسکو معلوم ہوا کہ دارا قدیم شہر رے کی راہ سے کوہ البرز کے درون سے ہوتے ہوئے کسی پناہ چاہنے کی تلاش مین صوبجات بخارا مین بحیرہ خزر کو چلا گیا ہے - لیکن یہان آکر اسکو معلوم ہوا کہ اضلاع بخارا کے ایک حاکم نے جسکا نام بیسس ہے سلطنت کی ہوس مین اُسے پابزنجیر کر رکھا ہے - جب دارا آربیلا کے میدان جنگ سے بھاگ گیا تہا تو یہہ شخص اسکی ہمراہ تہا اسلئے دارا نے اسکی خدمات کے عوض مین اسکو اپنی رہی سہی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تہا -

ہمدان مین پہنچکر تہسلی والون کی فوج اور دیگر کئی ایک ریاستون کے یونانی سپاہیون کا عرصہ ملازمت ختم ہونے پر سکندر نے باغراز تمام انکو علیحدہ کر دیا - اور علاوہ تنخواہ چکا دینے کے انعام واکرام سے بھی مالامال کر دیا - بعض نے بخوشی سفر وسیاحت اور مہمات مین شریک رہنا پسند کیا چنانچہ وہ بطور والنٹیر فوج کے رکھہ لئے گئے - باقی سپاہیون نے اپنے گھوڑے بادشاہ کے پاس فروخت کر دئے اور نیز بحکم شاہی بحیرہ روم کے کنارہ تک سرکاری جہازون [illegible] حفاظت سے پہنچ گئے -

[illegible]

ہے اسکی مہمات مین بڑا تعلق اور بے سروپا ہے صرف ایرین کے مختصر سے تحریر سے کسی قدر اسپر روشنی پڑتی ہے ورنہ دیگر مورخ اسکو اور بھی ایسا پیچیدہ کر دیتے ہین کہ سمجھہ مین نہین آسکتا - ہم بلا مزاحمت یہہ قبول کرنے کو تیار ہین کہ ایرین نے جو سکندر کے تیز وتند اور صعوبت آمیز سفرون کا مفصل تعجب انگیز بیرنگی مین طے ہونا بتلایا ہے وہ مبالغون سے خالی نہین یا لو اسکو

مبالغہ سے کام لیا ہے اور یا اس ملک کے حالات اور وسعت کی لاعلمی سے
ایسا لکھا گیا ہے - غرض بہر کیف انکے اتنے بڑے سفر ونکا اتنی جلدی سے طے
ہونا بعید از قیاس ہے - لیکن پہر بھی یہہ باور کرلینے میں ہمیں کچھہ تامل نہیں
کہ بہر حال چنگیز خان اور تیمور لنگ نے انہیں دشت اور بحر و بر کو اس
تیزی سے طے نہیں کیا تہا - جغرافیہ ایشیا کے مقامات کے فاصلے بعض نے لاعلمی
سے ایسے غلط لکھ دیئے ہیں کہ جو شخص انکو جاننے والا ہے وہ دیکھہ کر بڑا متعجب
ہوتا ہے -

یہاں سے چلکر مقدونیہ کا دلاور کوہ البرز کے ایک تنگ سی گلی سے جسکو
درہ خزر کہتے ہیں ہو کر نکلا - اور ایک رات میں دارا کے تعاقب میں پارتیا
کے جلسے ہوئے ویرانہ پر پیادوں کو گہوڑوں پر سوار کرکے ۴۰۰ سٹیڈیا[1]
کا فاصلہ طے کیا - سکندر بڑی تیزی سے تعاقب کئے چلا جاتا تہا کہ آخر اسنے
صرف چند سواروں سے اسکو جا لیا - بلیسس سمجہا کہ سکندر کا سارا لشکر مجہہ پر
آپڑا ہے گہبرا کر دوڑنے لگا اور دارا کو بھی ساتہہ لیجانا چاہا مگر اوس نے
انکار کیا اور جواب دیا کہ مجہکو تیری قید سے سکندر کی قید اچھی ہے - اسپر
اس ظالم کے دو بار سی نوکروں نے اس بدنصیب بادشاہ کو خنجر سے سخت زخمی
کیا اور مردہ سمجہکر سڑک پر ڈالدیا - اور خود چہہ سو سواروں کو ساتہہ لیکر نکل
گیا - جب سکندر کے سوار دارا کے پاس پہنچے تو اسے حالت نزع میں پایا -
ایک سوار سے اس نے پانی مانگا سوار نے فی الفور حاضر کیا
منہہ سے لگایا اور کہا کہ اب پیالہ عمر لبریز ہے اور میں تجھکو انعام دینے کی
قدرت نہیں رکہتا - اسکا صلہ سکندر دیگا اور سکندر کو خدا اجر دیگا - کہ
اس نے میری بیوی اور بچوں کے ساتہہ شاہانہ سلوک کیا ہے - پہر سوار

[1] قدیم یونانیوں اور اہل روما میں سٹیڈیا ایک فاصلہ ناپنے کا پیمانہ تہا - یہہ ۶۰۶ فٹ ۹ انچہ کا ہوتا ہے - چنانچہ ۴۰۰ سٹیڈیا قریب ۴۶ میل کے ہوتے ہیں -

کے ہاتہہ مین ہاتہہ دیا اور کہا کہ یہہ ہاتہہ مین سکندر سے ملانا چاہتا تہا۔
سُنہہ مین یہی کلمہ تہا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ سکندر نے
پہنچکر اسکے مرنے کا بڑا افسوس کیا اور اپنا چغہ اسکی لاش پر ڈال دیا۔ پہر
شاہانہ کرّ و فر سے اسکی تجہیز تکفین کر کے پرسی پولس کے قبرستان مین جہان
دیگر شاہان ایران کی قبرین ہین بغرض تدفین بہیجدیا۔

دیگر فتوحات۔ فلوطس کی وفات

قدیم صوبہ ہرکینیا کی جانب جسمین جدید مازندران کا کچھہ حصہ بہی شامل ہے
فوج نے کوچ کرنا بہی شروع کیا۔ یہہ خطہ زمین ایک طرف سے بلند بلند پہاڑون
سے محیط ہے اور اُسکی دوسری طرف ایک ڈہلوان میدان ہے جو کہ بحیرہ
خزر کے کنارون تک پہیلا ہوا ہے۔ سکندر کا منشا تہا کہ وہ رہے سہے مسلح یونانی
جو شاہ فارس کی ملازمت مین تہے۔ اور اب پراگندہ ہو رہے ہین ضرور مغلوب
کرنے چاہئین۔ ورنہ مشرقی ممالک مین جانا خالی از خطر نہین ہو گا کیونکہ
وہ میری غیبت مین ضرور شورش مچائینگے اور وہ صوبجات جو ابہی زیر تصرف
آئے ہین ہاتہہ سے نکل جائینگے۔ سکندر نے انکو پیغام بہیجا کہ وہ اپنے آپ
کو خود بخود حوالہ کر دین تو انکے لئے بہتر ہو گا چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا۔
اور خود بخود اسکی قیامگاہ پر آملے۔ سکندر نے مصلحت سمجہکر انہین معاف
کر دیا۔ بلکہ انمین سے بہتون کو اُسی تنخواہ اور اُنہین خدمات پر جو دارا سے
مقرر تہین اپنی ہمراہ لے لیا انکی تقلید مین شاہ دارا کے چند سفیرون نے
بہی جو یونان کی لیس ڈیمونین تہے اپنے آپ کو سکندر کے حوالہ کیا مگر سکندر نے
انہین قید کر لیا۔

صوبہ پارتیا کی دارالامارت شہر زیڈریکارطا مین جسکو مقام وقوع کا
اب مطلق سراغ نہین ملتا سکندر پندرہ روز فروکش رہا۔ یہان سے

سکندر شہر سوسا کی طرف بڑہا - یہہ شہر واقع ملک ایریا تہا جو کہ صحرائے
نمکین کلان کے پاس ہی - سکندر نے اپنی معمولی حکمت عملی سی جس کا پہل
اُسے ہمیشہ اچہا ملتا رہا صوبہ ایریا کی حکومت ایک ایرانی گورنر کو تفویض
کردی - اور نہایت دور دراز ممالک کو پایمال کرنیکا عزم کیا -

بیسُس ہکا ربجار این جو سلطنت ایران کے دور دراز مقبوضات میں
شامل تہا مقیم تہا - یہان اسکے اردگرد چند پارسی اور بیشمار اہل بخارا خدمت
کرنیکو موجود ہو گئے تہے - اُسنے آرطکسر کسنر اپنا نام مقرر کرکے سر پر شاہان
پارس کا تاج شاہی رکہہ اور تخت پر بیٹہہ گیا - اور ایشیا کے ملک کا نیا مدعی
بن بیٹہا - سکندر نے بخارا کی طرف رخ کیا لیکن اسکو خبر پہنچی کہ جس حاکم کو
صوبہ ایریا کا اہتمام سپرد کر آیا تہا اُس نے بغاوت کی ہے - سکندر نے بمجرد سننے
اس منحوس خبر کے ایک دستہ سوارونکا معہ کچہہ نیزہ بردارون کے پائے رکاب
لیکر اپنی کبہی نہ ہارنے اور نہ تہکنے والی طبعیت اور سدا وفادار اگر بہین
سپاہیون کے قصد پس پا ہونیکا کیا اور اس مقام سے جہان شہر مشہد
ونشاپور واقع ہین ہوتا ہوا دو روز مین چہہ سو سٹیڈیا طے کرکے شہر ہرات
مین جو اس صوبہ کا دار الخلافہ تہا جا وارد ہوا - یہان نیا حاکم مقرر کرکے سرزمین
سارنگی اور اسکی دار الحکومت کی جانب پہر چل کہڑا - یہہ تو بالکل پتہ نہین
لگتا کہ یہہ مقامات کہان واقع تہے تاہم دریائے ہلمنڈ کے کنارہ کے کسی مقام
پر ہونگے -

یہان سکندر کے ہاتہہ سے ایک ایسا ظلم ناحق سرزد ہوا جس نے کہ ہمیشہ تک
اسکے نام پر بدنما دہبہ لگا دیا - سکندر کے وفادار جرنیل پار مینیئن کا بیٹا فلوطس
بادشاہ کے برخلاف سازش کرنیکا مجرم قرار دیا گیا - شائید جرم واقع مین درست
ہو گا لیکن اہل مقدونیہ ججون نے باپاسے سکندر فیصلہ دیا کہ مجرم پر جرم ثابت
ہو گیا ہے اور نیزون سے اوڑا کر مارڈالنے کی سزا تجویز کی - ادہر باپ صوبہ

میڈیا مین ایک فوج کی سپہ سالاری پر متعین تہا۔ سکندر نے ایک معتبر کے ہاتھہ اس صوبہ کے باقی تین سپہ سالارون کے نام حکم بہیجا کہ پارمینین سزائے مرگ کا مستحق ٹھہرا ہے اسکو شربت موت جلد پلا دینا چاہئے۔ اسیطرح اگر کبہی ضرورت ہوتی تہی تو ایرانی بادشاہ اپنے گورنرون سے ڈرکر انکو پوشیدہ قتل کرنے کی سازشین کرتے تہے۔ پارمینین کے جرم کا مطلق کوئی ذکر نہین۔ اور چونکہ وہ بے قصور معلوم ہوتا ہے اسلئے نتیجہ نکلتا ہے ظالم نے کسی ترنگ مین آکر کینہ پن سے بیٹے کو مروا کر اور باپ کے خفا ہوکر آمادہ انتقام ہونے سے ڈرکر اسکو بلا قصور خفیۃً مروا دیا۔

سکندر جیحون سے عبور کرکے سیحون پر پہنچتا ہے

سکندر کی فوج گہاٹی ہلمند سے گذری۔ اس زمانہ مین یہان ایک قوم آباد تہی جو کہ بڑی نیک نہاد اور مسافر نواز تہی۔ کیخسرو اول جب اس راستہ سے گذرا تہا تو اُس نے ان لوگونکے سلوک اور مہمان نوازیان دیکھکر انکا نام اورسنگی یعنی محسن رکھدیا تہا۔ وہ لوگ سکندر سے بڑے سلوک اور ادب سے پیش آئے چنانچہ اُس نے انپر بڑی مہربانی کا اظہار کیا ایک اور قوم بنام اوسے کوئی اسی نواح مین بستی تہی اُسکو بہی سکندر نے مطیع کیا۔ یہہ سب کام ہوا اِسی کے فتح کے موسم سرما مین ختم ہوگئے۔ برف باری کی شدت اور رسد کی قلت اور سپاہیونکی بے تابی سب فوج سکندری مین آ اکٹھے ہوئے لیکن اس عالی حوصلہ سپہ سالار نے اپنی ذاتی لیاقت اور صعوبتین جھیلنے کی عادت سے ان سب تکالیف کے روکنے میں پہاڑ طرفۃ العین مین آکر اپنی لشکر کو مایوس ہونے نہ دیا۔

سکندر نے یہان ایک شہر آباد کیا اور اسکا نام سکندریہ رکھا۔ اب ٹھیک پتہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض جغرافیہ دان قیاس کرتے ہین کہ غالبا

یہہ شہر قندہار ہوگا۔ یہاں سے کوہ ہندوکش کے مغربی جانب سے ہوکر گذرا۔ یونانی مورخ کہتے ہیں یہہ وہ پہاڑ ہے جو ان دریاؤں کے درمیان جو شمال کو بہکر وسط ایشیا کی جھیلوں کو پُر کرتے ہیں اور ان دو دریاؤں کے جنوب کو بہکر سمندر میں گرتے ہیں حد فاصل ہے۔ وہ لکھتے ہیں یہہ پہاڑ بہت بلند اور صفا تہے اور بہت سے مخلوق کے مسکن تھے کیونکہ یہاں مویشی کے لئے چارہ مل سکنے کی وجہ سے بہت سے خانہ بدوش فرقے جمع ہوجاتے تہے۔ بیسس بہگوڑا ان پہاڑوں کے شمالی جانب مُلک کو غارت کرتا پہرتا تہا اور جسے پاتا عدم کو پہنچا دیتا کیونکہ اسکا مطلب تہا کہ کسی طرح دشمن (سکندر) کے لئے جو پیچہے پڑا ہوا تہے رستہ دشوار گذار ہوجاوے۔ لیکن یونانی مورخ کہتے ہیں کہ سکندر آگے بڑہتا گیا۔ گو یہہ سفر بہت صعوبت خیز ہوگیا تہا۔ خورش میسر نہیں ہوتی تھی اور برف بھی خون کرنا چاہتی ہتی لیکن وہ بہادر عزم مصمم کئے بڑہا گیا اور اسکی ہمت میں مطلق فرق نہ آیا۔

سکندر کے سر پر آپہونچنے پر مسیح سے ۳۲۹ سال پیشتر ایرانی غاصب (بیسس) دریائے جیحون عبور کر گیا اور کشتیاں جلا کر صوبہ صغدی کے ایک شہر نوطیکا میں جا گہسا۔ سکندر نے آگے بڑہکر آرنوس اور بیکطرا پر قبضہ کرلیا۔ کہتے ہیں یہہ بیکطرا اسی مقام پر آباد تہا جہاں اب بلخ واقع ہے۔ کیونکہ یہہ مقام اسی رستہ اور اسی پتہ پر ہے جہاں سے کہ سکندر اعظم گذرا ہے۔ ایریز مورخ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے سوا باقی جسقدر دریا سکندر اعظم نے عبور کئے ہیں انمیں سے جیحون سب سے بڑا دریا تہا جسکا پاٹ چہہ سٹیڈیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے سکندر ماہ مئی یا جون میں اس دریا سے گذرا ہے کیونکہ ان ایام میں پہاڑوں پر برف سکے پگہلنے سے دریا طغیانی پر ہوتے ہیں اور اُنکے پاٹ بہی فراخ ہوجاتے ہیں۔ وہ اس دریا کی رو بڑی تیز اور عمق بہت زیادہ بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ کناروں پر کشتیاں وغیرہ بنانے کے لئے لکڑی بالکل دستیاب نہیں ہوتی

تھی۔ بڑی مشکل سے سکندر کی فوج نے اپنے خیمون قناتون مین گھاس اور سرکنڈے وغیرہ لپیٹ اور باندہ کر انکے ذریعہ سے دریا کو عبور کیا اور یہہ کام بمشکل پانچ روز مین ختم ہو سکا۔ دریا کے پار ہونیسے بیشتر سکندر نے اپنے کمزور اور ناقابل سپاہیون کو ملازمت سے سبکدوش کر کے وطن کو بھیجدیا چنانچہ انمین زیادہ تر اہل تھسلی و النہیر شامل تھے۔

آخر کار مکار غدار بیسس سکندر کے ہاتھہ آگیا۔ اُس نے اسکے کان اور ناک کٹوا کر ہمدان مین بھجوا کر قتل کروادیا۔

عبور دریا کے بعد سکندر نے سمرقند کا رستہ لیا جو مقام اسکے بعد کے زمانہ مین تیمور کی زبردست سلطنت کا پایہ تخت بھی رہا ہے۔ سکندر کے دل کو فتوحات سے مطلق سیری ابتک نہین ہوئی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ ساری دنیا کھنگال ڈالون اور جتنا عرصہ اسکی حیات مستعار نے وفا کیا وہ ایسا ہی کرتا رہا۔ چنانچہ اُس نے عنان عزیمت اب مشرق کی طرف منعطف کی اور خطہ ماوراء النہر کو دونون مین چھانکر دریاے سیحون کے کنارہ پر جا پہنچا۔ یہان سکندر نے چاہا کہ بالفعل کے لئے اپنے مقبوضہ ممالک کی سرحد[1] ان وحشی اور خانہ بدوش باشندگان سائتھیا کے مقابلہ مین قرار دون۔ تاکہ وہ آگے بڑہکر تاخت وتاراج نہ کیا کرین۔

یہہ لوگ اس عہد مین وہان رہتے تھے جہان آجکل فرقہ کرغیز کا مسکن ہے۔ باغی لوگ بھاگ کر چند متصلہ شہرون مین پناہ گزین ہو گئے تھے جنکو سکندر نے جلدی ہی ایک ایک کرکے تسخیر کرلیا۔ اور پھر اُس نے شہر سائیروپولس پر تاخت کی اور اسکو فتح کیا۔ یہہ شہر دریاے سیحون پر واقع تھا اور شاہ کیخسرو نے اسوقت سے قریب دو سال پیشتر اپنے نام کی یادگار مین اسکی بنیاد ڈالی تھی۔ خیال کرتے ہین کہ شاید یہہ شہر خجند ہوگا۔

[1] شاید سکندر نامہ کی سد سکندری اسی حد قرار دینے سے مراد ہو کیونکہ جن لوگون کی تاخت کا اسے موقع پر سکندر کو خیال تہا وہ یاجوج ماجوج سے کم نہ تھے۔

شہر خجند پر قبضہ کرکے سکندر نے اہل ساتھیا کی فوج پر حملہ کیا اور دریا سیحون کے پار تک سخت گرما کی دہوپ مین انکا تعاقب کئے گیا۔ آخر دہوپ کی شدت اور سیحون کا کہارا پانی پینے کی وجہ سے (کیونکہ وہان دریا کا پانی میسر نہین ہوتا ہے) فوج اور خود بادشاہ بہی بیمار ہوگئے اور بجز واپس لوٹ آنے کے اور کوئی چارہ نہ تہا۔ سکندر نے اس دریا پر اپنی یادگار مین ایک شہر بنام سکندریہ تعمیر کروایا اور اسکو اپنے ممالک مفتوحہ کی سرحد قرار دیا۔

سکندر اپنے رفیق کلائیطس کو قتل کردیتا ہے

بغرض آرام کرنے لشکر کے سکندر نے حکم دیدیا کہ اس سال کے اختتام تک مہمات اور فوجکشی موقوف کردی جاوے۔ چنانچہ دریائے سیحون کو عبور کرکے بیکطریا مین سخت موسم سرما کی آمد آمد دیکہکر مقام کردیا۔ یہان سکندر نے بتقریب کئی ایک یونانی تیوہارون کے پیا پے جلسے کئے اور ان مین اس کثرت سے شراب پی کہ بدمست ہونے لگا اور اس بدمستی کے عالم مین سکندر نے اپنے رفیق کلائیطس کو جسکو ہمیشہ بجان عزیز رکہتا تہا قتل کردیا۔

سکندر کے غیظ وغضب کا تہرما میٹر اسوقت اعلے درجہ کی ممکن حرارت پر پہنچ گیا تہا اور وہ ایسا بیخود ہوگیا تہا کہ اس سے ایک ایسی شرمناک اور اندوہگین حرکت سرزد ہوئی کہ اسکی نیکنامی کی سفید چادر پر ہمیشہ کے لئے میلا داغ لگا دیا۔ اسوقت اسکی طبعیت ایسی خوشامد پسند ہوگئی تہی کہ اس نے چاپلوسی کرنیوالے خوشامدی ٹٹوؤن کو صرف یہی اجازت نہین دے رکہی تہی کہ اسے عزت حرمت اور درجہ مین اسکے باپ فیلقوس سے اعلے قرار دین اور اسکے باپ کی شہرت کو اسکے آگے مٹادین بلکہ اسکو آمن دیوتا کا بیٹا قرار دینے سے مٹادین تاکہ ہرکلیز کی طرح وہ بہی دیوتاؤن مین شمار کیا جاوے۔ بلکہ فیلقوس کے آخری زمانہ کی فتوحات کے فخر کو بہی اپنے نام سے منسوب کرنا چاہتا تہا۔ کلائیطس ایک اس قسم کا آدمی تہا جسکے دل مین قدیم باتون کی

عزت اور قدر کرتا تھا - اور اپنے مرحوم بادشاہ فیلقوس کو بھی بیحد سراہتا تھا -
سکندر کی بیہودہ طور اور گستاخانہ وطیرہ کلائیطس سکو کو بالکل پسند نہیں
تھی - فیلقوس اور نیز وہ سپاہیوں کی بیحرمتی کی باتیں جنکا ارتکاب خوشامد
پسند سکندر اور اسکی خوشامدی خادم روزمرہ کیا کرتے تھے کلائیطس کی اس سے
بڑی دلشکنی ہوتی تھی لیکن سچ ہے چلو بین الو شراب نے اس کو بھی پاگل کر رکھا
تھا اس نے سکندر کی خوشامدیوں اور چاپلوسی کرنیوالوں کو جنھوں نے اسے بالس پر
چڑہا رکھا اور بھی گمراہ کر رکھا تھا سخت ملامت کی - اور سکندر کے سامنے چلا گیا -
علانیہ طور پر باپ کو بڑی شد و مد سے بیٹے پر ترجیح دی - اور کہا کہ اے سکندر اتیری
فتحیابیوں اور ملک گیریوں کا باعث صرف یہی ہے جسنے فوج ہے جسکو فیلقوس نے
تیار کیا تھا - تیری ساری فخر اور عزت کا ذریعہ صرف یہی فوج ہے جسکی بڑی بڑی رکن
اور سپہ سالار شل پارمینو اور اسکے بیٹے کے قتل کیے گئے ہیں اور اسکے سپاہی بھاد
سرزمین فارس کی جھموں میں چھوڑ دیے گئے ہیں -

جیوں جیوں سکندر کو اسکی باتوں سے غصہ زیادہ آیا کلائیطس بھی آشفتہ
ہوکر اسی قسم کی باتیں کہتا رہا - اور آخرکار زیادہ جوش میں آکر کہا دیکھو
سکندر جنگ گرانیکس میں اس ہاتھ نے تیری جان بچائی تھی اب میں تو سچ سچ
بولونگا اور جو سچ کڑوا لگتا ہے تو آئیندہ وحشی غلاموں کو اپنے دسترخوان پر طلب
کیا کرو -

سکندر کے نوکروں نے اسکی خنجر اسکی کمر میں نہیں رہنے دی تھی اور جبکہ وہ کا غیظ
و غضب میں بیٹھا تو اسکی خاصہ کے محافظ جسم افسر اسکی گرد لپٹ گئے اور بعض
دوسروں نے کلائیطس کو اسکے سامنے سے پرے ہٹا دینے کی کوشش کی - لیکن ابھی
کلائیطس کی زبان سے کلمات طعن و تشنیع بند نہیں ہوئے تھے اسلئے سکندر کا غضب
اور بھی افروختہ ہوا - اور اسنے چلا کر شدت غضب سے کہا کر شاید میرے خدمتگار
مجھ سے بھی وہی سلوک کرنے کو تیار ہیں جو دارا سے نمکحرام بیسس نے کیا تھا - آخر

خدمتگاروں سے سکندر سنبہالا نہ جا سکا اور ان سے چہوٹ کر کلائیطس کے جگر میں ایک خنجر آبدار پار کر دیا۔ یہہ خنجر اُسنے جلدی میں ایک خدمتگار کی کمر سے کہینچ لیا تہا۔ ہاتہہ سے خنجر مارا اور زبان سے یہہ طعن دیا "جا اب تو بہی کلائیطس اور پارمینو کے ساتہہ ہی فی النار والسقر ہو"

جونہی اپنے دوست کو سکندر نے خاک و خون میں غلطان جان توڑتے دیکہا تو فی الوقت اسکا نشہ کافور ہو گیا۔ اور غش آگیا۔ اسکو اس سانحہ جانکاہ سے کر ایسا قلق پیدا ہوا کہ تین شبانہ روز بستر ہی پر پڑا رہا۔ کہانا پینا موقوف اور بار بار کلائیطس ہی کلائیطس پکارا کیا۔ اور اب اسکے نام کو اپنی اتالیقی کے نام کے ساتہہ اپنی جان کا دوسرا محافظ سمجہکر ضم کر لیا۔

آزادی کے عاشقوں کو معلوم ہو گا کہ شدت کی خود نمائی اور خوشامد پسندی سے کیا بُرا نتیجہ نکلتا ہے اور انکسار و خاکساری جس کو سکندر نے قطعاً فراموش کر دیا تہا وہ کیسی امن امان کی چیز ہے۔ اب سکندر کے وفور غم نے اسکے ساتہیوں کو تنگ کر دیا۔ راہبوں نے معلوم کیا کہ یہہ کسی دیوتا کی خفگی کا نتیجہ ہے اسلئے اُسنے قربانی دینے کا ارشاد کیا۔ دربار کے فلاسفروں اور مدبروں نے اسکے اس عمدہ خیال کی تعریف کی اور اسکو کہا کہ یہہ غم جو بادشاہ کرتا ہے یہہ محض شاہانہ فیاضی میں داخل ہے ورنہ حضرت سلطان کی فقط رای ہی قانون ہے۔ فوج نے بہی یک زبان ہو کر اپنی رائے ظاہر کی کہ کلائیطس کا قتل جائز تہا اور یہہ بادشاہ سلامت کی علو ہمت اور عظمت شان میں شامل ہے کہ وہ اپنے مقتول دوست کو خود مدفون کرنا چاہتا ہے۔

اسوقت سکندر نے خطاب شہنشاہ اختیار کر لیا تہا۔ ایرانی تاج سر پر رکہکر درباروں میں زرق و برق کی پوشاک پہنتا۔ سکندر کے بعض ارکان دولت کو اسکا تزک و احتشام ایک آنکہہ نہ بہایا۔ خصوصاً وہ امرا جو برابری کے دعوی پر ساتہہ آئے تہے اس سے بیزار ہو گئے اور اسکی برائیاں کرنی شروع کیں

لیکن - اندنون کچھہ تو سکندر خوشامد پسند اور متواتر کامیابیون سے خودنما
بھی ہوگیا تہا اور کچھہ اُس پتھر سے جو ایک مفتوح شہر کی دیوار سے پھینکا گیا
تہا اور اسکی گندہی پہ لگا تہا اسکے دماغ مین فتور آگیا تہا اور ضعف بصر بھی
ہوگیا تہا - اسپر مے نوشی کی کثرت نے اور بھی اُلو بنا دیا اور ایسے بُرے
افعال کا مرتکب کر دیا -

موسم بہار مین مسیح سے ۳۲۸ سال پیشتر سکندر نے پہر دریای جیحون کو
عبور کیا - اور اپنی گذرگاہ پہ یادگار کے لئے ایک پانی کا اور ایک تیل کا فوارہ
لگا دیا - پہر سمرقند کی جانب دوبارہ عنان عزیمت منعطف کی بدین غرض کہ
ملک کے امن مین اگر خلل واقع ہوگیا ہو تو دوبارہ امن قایم کرے چنانچہ آیندہ
سرما کا نہایت سرد موسم بمقام ناطیقا بسر کیا - کیونکہ یہہ ملک ایسا سرد
سیر تہا کہ موسم سرما مین کام کرنا محال ہوجاتا تہا - آیندہ موسم بہار مین ۳۲۷
سال قبل مسیح سکندر نے ایک مضبوط پہاڑی قلعہ پر کہ جس مین اوگزیٹ
بنجاری نے اپنی عورت اور دختر کو چھپا کر محفوظ رکہا ہوا تہا حملہ کیا - اس بلند
مقام پر چڑہنا نہایت دشوار تہا - اور محصورین کے پاس اسباب ضروری
بھی بافراط موجود تہا - علاوہ اسکے گذشتہ سرما کی برفباری نے چٹانون پر
چڑہنا بہت مشکل کر دیا تہا - مگر تاہم سکندر کے چند من چلے جنگ آزمودہ بہادر
آہنی میخون اور مضبوط کتانی رسیون کی مدد سے جو خیمون کے کام آتی
تہین رات کے وقت قلعہ کی ایک ترچھی دیوار کے سر پر جا چڑہے - اور دفعتاً
شور مچا کر محصورین کو ایسا گھبرا دیا کہ اُنہون نے اطاعت قبول کی -

اس چہوٹی سی مہم سے سکندر کو صرف اس گڑہی پہ ہی تصرف نہ ملا جو کہ
تمام صوبہ صغد ہی مین نہایت مضبوط پہاڑی مقام تہا بلکہ وہان اُسے
ایک ایسی خوبصورت عورت دختر اوگزیٹرا بہی ہاتہہ آگئی جسکو اُسکے
ہمراہیون نے ایسی خوبصورت عورت بیان کیا ہے کہ دارا کی عورت کے

سوا تمام ممالک ایشیا مین اُنہین اور کوئی ایسی مہ پارہ عورت دیکھنی نصیب نہین ہوئی۔

مہم ہندوستان

سکندر نے اسطرح ایک اور مضبوط قلعہ کو فتح کر کی بعد انقضائی موسم بہار جنوب کیجانب بڑہنی کا قصد کیا۔ اور کوہ قاف سی گذر کر اسکندریہ کیجانب رخ کیا اسکندریہ سی لیکر دریای سندہ تک فوج کی راستہ کا پتہ لگنا البتہ دشوار معلوم ہوتا ہی۔ سکندر کے راستہ مین اس سفر کے درمیان دریا جو آسیبیز (دریای کابل ؟) اور دریای گاٹریئیس آئی ہین جنکو اسکی ہمراہیون نے بڑی بڑی ندیان لکہا ہے۔ سکندر نے من بعد شہر مساگا (میسیگور) کو فتح کیا کیونکہ پولیٹیکل مصلحت کی لحاظ سی وہ بھی خاص ضرورت کا مقام تہا اور پہاڑی قلعہ آرنوئس بھی کمال جدوجہد کو مقابلہ کے بعد قبضہ مین کر لیا اس پہاڑی قلعہ کی فتح کو مورخ بڑا قابل تحریر واقع تصور کرتی ہین کیونکہ اسمین محصورین نے بھی زبردست مقابلہ کیا تہا اور اندر سی جواب ترکی بہ ترکی دیا تہا۔ لیکن تاہم سکندر کی نہ تہکنی والی ہمت اور بلند پرواز حوصلہ نے کامیابی حاصل کی۔ اب یہان سی فوج اپنی لیئے آپ سڑک تیار کرتی کرتی دریای انڈس (سندہ) کے کنارہ پر پہنچی اور کشتیون کی پل کے ذریعہ سے جو طالمی (بطلیموس) اور ہیفیشئز نے یہان پہلے سی پہونچکر تیار کیا تہا عبور کیا۔

آرین کہتا ہے کہ نہ تو ارسطوبولس اور نہ طالمی ہی نے ہمین بتایا ہی کہ وہ پل کسطرح تیار کیا گیا تہا لیکن تاہم وہ نتیجہ نکالتا ہی کہ غالباً دریا مین کشتیان ڈالکر انکو شہتیریون سی مضبوط جکڑ دیا گیا ہوگا اور کشتیون کے سکان آہنی زنجیرونکی ساتہہ دریا مین پتہرون سے لٹکا کر پہینکی گئی ہونگی جن سی کشتیان ساکن ہوگئی ہونگی معلوم ہوتا ہی کہ فوج سکندری نے نومبر اور اپریل کے مہینون کے درمیان دریا

سندہ کو عبور کیا ہوگا - کیونکہ انہیں مہینوں میں اس دریا پر ایسا پل بنا سکتے ہیں ورنہ باقی سال کے مہینے یہہ دریا طغیانی پر رہتا ہی - سکندر نے موسم بہار جو کہ دریا کابل اور سندہ کے درمیان گذرا تہا اسلئے اس سے بہی واضح ہوتا ہی کہ ہندوستان مین ضرور ۳۲۷ قبل مسیح کے شروع مین داخل ہوا ہوگا - اور راستہ جو اُس نے پیے سپر کیا وہ بہی وہی تہا جو اوسکے بعد تیمور اور نادر شاہ نے ہندوستان کی لوٹ مار کی دُہن مین پائمال کیا ہی -

ہندوستان کا پہلا شہر جس مین جا کر سکندر نے بیشمار مقابلون اور بہید آزمایشون کی کوفت کے بعد آرام لیا اُسے ٹکسلا کے نام سے منسوب کیا - (اس شہر کے مقام کا نام اب خیال ضلع راولپنڈی مین پتہ لگتا ہی) وہانکے بادشاہ نے جسے یونانیون نے طاکسیلس لکہا ہے بلا تکلف اطاعت وانقیاد قبول کیا - ہندوستان کا میوہ بہوت تو مشہور ہی ہی یہہ سکندر کو بھی خوب ہی مفید پڑا اور خوشگوار معلوم ہوا - کیونکہ ہندوستان کے تمام چہوٹے بڑے راجون مہاراجون مین پہلے ہی سے ملک کے دستور قدیم کے موافق نا اتفاقی زورون پر تہی - جس فوج مقدونیہ کی حکمی ظفر یابی نے فائدہ اوٹہایا -

فوج ظفر موج نے دریا ہی ہائی ڈسپس (جہلم) کی جانب رخ کیا - یہہ دریا بہت بڑا تہا اور موسمی بارشون سے لبریز ہو رہا تہا - وہی کشتیان جو دریائے سندہ پر پل بنانیکے کام آئی تہین توڑ تاڑ کر یہانتک لائی گئی تہین - ارادہ سلطان سکندر کا ارادہ تہا کہ یہان بھی انکے ذریعہ سے فوج عبور کرے لیکن لبریز دریا کی نسبت ایک اور زبردست دشمن مقابل کے کنارہ پر آمادہ پیکار نظر آیا - یہہ دشمن راجا پورس تہا جسکے زیر لوا اس نواح کا بہت سا ملک تہا - اس نے کنارہ دریا پر بیشمار لشکر اور ہاتہیونکی مہیب قطارون کو اس ترتیب سے صف آرا کیا تہا کہ سکندر کو پار اوترنا دشوار ہی نہین بلکہ محال معلوم ہوتا تہا سکندر ایک سپاہیانہ چال چلا اور چند دستے سوار ونکے بعد اپنے محافظ

جسم کارآزمودہ سپاہیوں کو ہمراہ لیکر پوشیدہ طور سے ایک دوسرے مقام سے دریا کے پار جا اترا۔ یہہ حال دیکھکر پورس نے اپنی فوج کی صفوں کو کنارہ دریا سے توڑ کر میدان میں لا آراستہ کیا۔ اور سب سے آگے ہاتہیوں کی قطار سد روئین کی طرح کہڑی کر دی۔ صرف راجہ پورس سے اتنی خامی ظہور میں آئی ورنہ سکندر کے رفیق شاہد ہیں کہ اسکے علاوہ وہ من چلا راجہ ہندوستان کے اس زمانہ کی فن جنگ میں ایسا لایق تہا کہ جیسا ہونا چاہئے۔ شہنشاہ فارس کے برعکس راجہ پورس نے بڑی جوانمردی اور بسالت وجسارت سے مقابلہ کیا لیکن سکندر کے جنگ آزمودہ سواروں اور مقدونیہ کے قواعدداں پیادوں کے سامنے جنگلی ہاتہیوں کے نیز سے آفتاب سے ہمچشمی کر رہی تہا اور جنکی رہبر و معین سکندر جیسے واقف رموز جنگ سپہ سالار کی تدبیریں تہیں بہلا ہندوستان کی راجا شاہی فوجیں کیا حقیقت رکہتی تہیں۔ ایرین لکہتا ہے کہ حریف کے ۲۳۰۰۰ جانیں کہیت رہیں اور شہنشاہ منصور کے اسقدر کم آدمی کام آئے کہ خود ایرین کا قول پایۂ اعتبار سے ساقط نظر آتا ہے۔ راجہ پورس کے دو بہادر لخت جگر آنکہوں کے روبرو ہیہ ندر ہین ہوگئے اور اسنے بذات خود میدان میں آکر وہ داد مردانگی دی کہ سکندر عش عش کر گیا۔ آخر راجہ گرفتار ہوگیا۔ کہتے ہیں جب راجہ کو سلطان کے سامنے پابزنجیر کر کے لائے تو سکندر نے اس سے پوچہا کہ "آپ تمسے کیا سلوک کیا جاوے"۔ راجہ نے جواب دیا کہ "جو سلوک بادشاہ بادشاہوں سے کرتے ہیں"۔ سکندر کو اسکا جواب پسند آیا اور خوش ہوکر صرف اسکا ملک ہی اسے نہ بخشا بلکہ آس پاس کے مفتوحہ اضلاع بھی اسے دیدئے۔

اس لڑائی میں یونانیوں کو بہت سے ہاتہی بھی ہاتہ آئے تہے۔ چنانچہ اس تاریخ کے بعد یوروپ کی بہت سی لڑائیوں میں ہاتہی استعمال ہونے لگے۔ ان ہاتہیوں میں سے ایک خاص ہاتہی پر سکندر بڑا خوش ہوا کیونکہ عین قلب لشکر میں جبکہ ہنگامہ جدال وقتال گرم تہا اس ہاتہی نے اپنے مقدوونی رہبر

دشمن کی افواج کو کچل کر حق نمک ادا کیا تھا۔ یہہ ہاتھی پورس کی سواری کا خاص ہاتھی تھا چنانچہ اس نے لڑائی میں کسی کو پاس نہ پھٹکنے دیا اور جو تیر اسکے بدن میں لگا اسکو اپنی سونڈ سے نکال کر پھینکدیا۔ سکندر نے اس ہاتھی کو لیکر اپنے دیوتا سورج کے سامنے نذر کیا اور پھر اسکی پیشانی پر ایک کتبہ کندہ کرا کر آزاد کر دیا۔ کتبہ یہہ تھا: "سکندر ابن فلپوس نے یہہ ہاتھی اجاکس نامی اپنے سورج دیوتا کے نام پر نامزد کرکے آزاد کر دیا ہے" کہتے ہیں اس واقعہ کے ۳۵۰ سال بعد یہہ ہاتھی اسی کتبہ سمیت پھر پایا گیا تھا جس سے حکما نے ثابت کیا ہے کہ ہاتھی کی عمر زیادہ سے زیادہ ۴۰۰ سال تک ہوا کرتی ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ سکندر نے جہلم کے دونوں کناروں پر دو شہر (یا چھاونیاں) بالمقابل آباد کئے۔ ایک شہر کا نام اس فتح کی یادگار میں نائیسیا رکھا اور دوسرے کا نام اپنے گھوڑے بوسیفلس کے نام پر بوسیفالا رکھا کیونکہ یہاں سکندر کا پیارا گھوڑا جس نے تمام جنگوں میں بڑے پیار اور وفاداری سے اسکا ساتھ دیا تھا زخموں اور تکان سے چور ہو کر مر گیا تھا۔ سکندر نے اسے بڑی عزت و توقیر سے دفن کیا اور اسکی یادگار میں شہر آباد کر دیا۔

یہاں سکندر نے ایک ماہ قیام کیا اور پھر یہاں سے چلکر فوج بڑے اسی سائینز (چناب) کو بڑہی۔ اس دریا کو طالمی پندرہ سٹیڈیا یعنے ایک میل سے زائد عرض بیان کرتا ہے۔ فوج نے کشتیوں اور چمڑے کی مشکیزوں کے ذریعہ سے یہاں سے عبور کیا اور سیدہا (راوی) کیجانب رخ کرایا۔ کہتے ہیں کہ اس سرزمین یعنے دوابہ رچنا کو ان لوگوں نے سخت چکنی مٹی کا ایسا چٹیل میدان دیکھا تھا کہ گھاس کا ایک تنکا دریاؤں کے متصلہ قطعات کے سوا کہیں نظر نہیں پڑا فوج نے خشک میدان براہ وزیرآباد طے کرکے دریائے ہائی ڈرااوٹس (راوی) عبور کیا۔ اور لاہور کو بھی دیکھا۔ اس دریا کے اس پار ایک دوسرا پورس جو ویسا ہی زبردست دشمن نظر آتا تھا آمادہ

لڑائیوں اور دور دراز سفروں مین تہک کر چور ہو گئی تہے اور دوسرا ملک بہی جسمین وہ مقیم تہی اُنہین چندان تو نگر معلوم ہوتا تہا اسلئے وہ گہبرا گئی اور سمجہی کہ ہم اس دور دراز سرزمین مین گہرون سی بہید مسافت پر دشمن کے بیچ مین گنتی کے آدمی ہین۔ سلامتی واپس لوٹ جانے مین ہی۔ سکندر نے بہتیرا سمجہایا دہمکایا اور دلاسا بہی دیا کہ فوج دریا عبور کرے لیکن نہ نرمی سے کام نکلا اور نہ سختی کارگر ہوئی۔

سکندر نے اپنے افسرون کو ترغیب و تحریص کی بیفایدہ کوشش کی کیونکہ جیسے سپاہی اپنی ہٹ کے پکے تہے ویسے ہی افسر بہی ضد کی پوری نکلی۔ سکندر نے سخت غم کیا اور دو دن تک وار ملول اپنی خیمہ مین بند رہا۔ معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت اسکا مطلب یہہ نہین تہا کہ روی زمین پر فتح کرنے کے لئیے اور کوئی ملک نہین رہا بلکہ اسواسطی کہ اسکو عمر بہر مین پہلی مرتبہ پتہ لگا تہا کہ جو کام نچہرون اور کرنے کے ہون خواہ وہ کیسی ہی ضرورت کے کیون نہون تاہم ممکن ہے کہ رکجاوین اور یہہ کہ اس روز پہلی مرتبہ اسکی فوج نے اسکی عدول حکمی کی تہی جسکا علاج اسوقت اسکی پاس موجود نہین تہا۔ آخر طوعاً وکرہاً مان گیا۔ مگر پہر بہی اسکا جی چاہتا تہا کہ کام کو ادہورا چہوڑکر واپس نہ چلا جاوے۔ عاقبت الامر اُس نے دیوتاؤن کی مرضی دریافت کرنے کے لئے قربانیان گذرانین لیکن شگون اچہے نہ نظر آئے۔ اور جبراً و قہراً شاہنشاہ کو دیوتاؤن کے منشا اور نوکرون کی مرضی کا اتباع کرنا پڑا۔ اور اسیواسطے یہہ سکندری کی بے عدیل فتوحات کی سرحد دریای بیاس ہی رہا۔

جنوبی یونان مین اسوقت تک مقدونیہ والے کچہہ بڑے بہادر نہین شمار کئے جاتے تہے لیکن اس عظیم الشان اور لاثانی مہم مین افسر وہی لوگ رہی ان نمایان فتوحات مین جمہوریہ یونان کی طرف سے (جو اس زمانہ مین دلاوران قوم تسلیم کئے گئے تہے) کوئی آدمی شامل نہین تہی۔ جبکہ ہم دیکہتی

ہین کہ سکندر کی اصلی فوج تو اہل مقدونیہ اہل تھسلی اور جنوبی یونان کے باشندے تھے اور جون جون وہ ملک گیر بیان کرتا گیا ممالک مفتوحہ کے دیسی باشندون سے سپاہ بھرتی کرتا گیا۔ وہ نظارہ بھی کیا پر لطف ہوگا جبکہ بیس سے زائد یوروپ اور ایشیا کے مختلف ملکون اور قومون کے سپاہی یونانی افسرون کے زیر کمان تاج سکندری کی خیر خواہی مین رزم آرا ہوتی ہون گے جسکا کسیقدر خاکہ اہل انگلستان نے ہندوستان کی فوجون مین آجکل کہینچ رکہا ہے

جب تمام خدم وحشم سمیت سکندر جہلم کی طرف لوٹا تو یہان کشتیونکا ایک بہاری بیڑا اُس لکڑی (چیڑ) سے جو اُس دریا کے اوپر کے حصون سے بافراط بہکر آیا کرتی ہے اسکے کارپردازون نے پہلے ہی سے تیار کر رکھا تہا۔ سکندر نے یہان پہنچکر اپنی فوج کے تین حصے کئے ایک حصہ کو کشتیون مین بٹھا کر آپ اسکے ہمراہ سوار ہوا۔ اور باقی دو حصون کو دریا کے دونون کنارون پر خشکی مین چلنے کا حکم دیا۔ جہان چناب اور جہلم کا مقام اتصال ہے وہان طوفان دریا سے کشتیونکو سخت صدمہ پہنچا۔ غالباً یہ جوار بہاٹا کا سبب ہوگا کیونکہ انہیں مہینون مین یہان ایسی شدید طغیانیان ہوا کرتی ہین۔ چلتے چلتے ملتان کے قریب ایک قوم سے سخت معرکہ آن پڑا۔ سکندر نے انکے شہر پر حملہ کیا اور سیڑہی لگا کر سب سے پہلے آپ فصیل پر چڑہ گیا۔ چار افسر اور چڑہنے پائے تہے کہ سیڑہی ٹوٹ گئی اور اب اسکے سوا چارہ نہ رہا کہ جست کرکے اپنی فوج مین آپڑے۔ یا دشمنون مین جا پڑے۔ الٹا آنا حمیت سکندری کو کب گوارا تہا۔ ہم کو تول کر شہر ہی مین کودا۔ کودتے وقت اسلحہ کی چمک سے دشمنون کو یہہ گمان ہوا کہ اسکے بدن سے بجلی نکلتی ہے سب کے سب ڈرکر بہاگنے لگے مگر پہر اصل حقیقت سے آگاہ ہوکر اُس پر پل پڑے۔ سکندر دیوار سے اڑ کر انکا مقابلہ کرتا رہا۔ اور اسی مین انکے دو افسر اپنے ہاتھ سے مار لئے۔ مگر ایک تیر اسکی پسلی مین ایسا لگا کہ زمین پر گر پڑا۔ اسکے بعد اسکے دو افسر جو اسکے

ساتھ کو دیتے ہوا اسکی حفاظت کرتے اور دشمن سے لڑتے رہے - اتنے مین اسکی
سپاہ دروازہ کھولکر اور کچھ فصیل پر چڑھ کر شہر مین آ گئے - اور سپاہیون
نے اپنی ڈھالین سکندر کے اوپر رکھدین - آخر شہر کو فتح کر لیا - اس لڑائی
مین سکندر ایسا زخمی ہوا کہ جان کے لالے پڑ گئے - کہتے ہین اس جوانمرد
کے ایک ایسا تیر لگا کہ آسانی اپنے ہاتھ سے نکل نہ سکا - جب معالج تیر نکالنے
کے واسطے آیا تو اُس نے خادمون کو ہدایت کی کہ بادشاہ کو خوب زور سے پکڑ رکھین
تاکہ زخم کو چیر کر تیر نکالنے سے جو حالت اضطراب اور شدت درد سے بادشاہ
پر طاری ہوگی وہ عمل جراحی مین حارج نہو اور یا دارو بیہوشی پلایا جاوے -
سکندر نے ڈانٹ کر کہا کہ کوئی مجھے نہ چھوئے - کیا مجھے اپنے بدن پر اتنا بھی قابو
نہین کہ اسکو سنبھال سکون ؟ آخر ڈاکٹر نے زخم کو چیر کر فراخ کیا اور تیر
کا پھل نکالا - مگر سکندر نے اُف نکی حتےٰ کہ اس صدمہ سے غش آ گیا - اور چند
گھنٹے حالت جانکندنی مین پڑا رہا -

مردان نبرد آزما اور گردان لشکر شاہی سکندر کے اس دلاورانہ خیال اور فعل کے
پوری تعریف کرسکتے ہین - کہ باوجود ایک ایسے عالی منزلت جہاندار ہونیکے
میدان مین مرنا اپنی زندگی کی علت غائی سمجھتا تھا - اور ہمیشہ دکھلانا طرز
جنگجوئی اور مشرب دلاوری کے خلاف جانتا تھا اور غیرت اس بلا کی کہ جان
جائے پر آن نہ جائے -

بعض مورخ لکھتے ہین کہ یہہ جنگ سکندر نے قوم مالی سے کیا تھا - اور یہہ قوم
اس زمانے مین ملتان مین آباد تھی چنانچہ اسی لئے اس شہر کا نام ملتان
(یعنے مالی ستہان) ہوا - اور اسی خیال سے جغرافیہ نویس شہر ملتان کو سکندر
اعظم کے دور دورہ سے پہلے کا آباد سمجھتے ہین - جب ایک عرصہ کے بعد سکندر
تندرست ہوا تو ۳۲۵ قبل مسیح مین فوج سندھ اور پنجاب کے مقام اتصال
یعنے کہ [illegible] ہاشین پر (جو عرض بلد شمالی ۲۹ درجہ ۵۵ دقیقہ پر واقع ہے) پہنچی -

یہان سکندر نے ایک جدید شہر تعمیر کرایا اور جہاز سازی کا کارخانہ قایم کیا - اور اپنے سپہ سالار فیلقوس کو یہان اپنا صوبہ دار قایم مقام قرار دیا - اور جسقدر اہل شہر بیس سپاہی اسکی فوج کے ہمراہ تھے ان سب کو وہان فوجی خدمت پر تعینات کر دیا -

مہمات بحری

سکندر نے یہان بیڑی کو اور وسیع کیا اور دریاے سندہ مین آگے بڑھتا گیا - راستہ مین شہر سغدی کو جو کوئی بگڑا ہوا نام معلوم ہوتا ہے دیکھا - اور وہان بھی جہاز سازی کا ایک کارخانہ قایم کیا - وہان سے آگے چلکر راستہ مین ایک سردار میوزی کینس کا علاقہ آیا - اس نے اطاعت کر لی اور اسکے شہر مین کچھ سپاہ بطور محصورین کے قلعہ مین چھوڑ دی گئی - ایک دوسرے رئیس اوکسی کینس نے مقابلہ کرنا چاہا لیکن اسکا جوڑ فضول تھا - کہان راجہ بہوج اور کہان گنگا تیلی - آخر سکندر نے اسکی دو شہرون پر قبضہ کر لیا - اور اسکو پابزنجیر کرکے ہمراہ لیچلا - اسکے بعد اس نے سینڈس کی دار السلطنت سینڈومانیا پر تاخت کی اور اسکو شامل مقبوضات سکندری کر لیا - معلوم ہوتا ہے یہہ شہر غالبًا جدید سیہوان ہوگا - اس اثنا مین راجہ موسوزی کینس نے بغاوت کی لیکن جلدی ہی قابو آگیا - اور سازش کے سرغنون سمیت پہانسی دیا گیا -

ایہ بیانی تحریر اس موقع پر بڑی مغلق اور پیچیدہ معلوم ہوتی ہے اور واقعات کی ظلمت پر اس کو کچھ بہت روشنی نہین پڑتی - مگر تاہم اسقدر واضح ہوتا ہے کہ یہان سے سکندر نے ایک جماعت فوج [illegible] کے ہمراہ خشکی وسط افغانستان و بلوچستان سے کرمان [illegible] ہوتے ہوے [illegible] واقعات [illegible] مین نہایت پیچیدہ [illegible] اس راستہ کی [illegible] نہین ہوسکتی

بمقام پٹالہ (ٹاٹا ؟) جو دریاے سندہ کے ڈلٹا کا راس ہے سکندر نے بحری فوج کا ایک قشون قرار دیا۔ اور ایک شہر کی بہی بنیاد رکہی جو اسکا ظن غالب تہا کہ ضرور کسی روز وسیع تجارت کا مرکز ہوجائیگا۔ اس جفاکش شہریار نے سندہ کے ڈلٹا کی دونون اطراف کی شاخین خود جاکر تحقیق کین اُس نے معلوم کیا کہ مغربی شاخ کی تیزو تند رو سمندر کی ایک قسم کی باد مخالف سے اسقدر شدت کی طغیانی پر آتی ہے کہ تجارتی کشتیان اسکا بمشکل مقابلہ کر سکتین ہین۔ چاند کی چودہوین کو مد و جذر اس تیزی سے چڑہا کہ ۹ فیٹ پانی بلند ہوگیا اور اتنی جلدی اُترا کہ شاہی کشتیان دم زدن مین خشکی پر پڑی رہگئین۔ آخر الامر شاہنشاہ رود سندہ کے دہانہ پر پہنچا بحر محیط (بحر ہند) کا ملاحظہ کیا اور وسیع سمندر مین دور تک سیدہا چلا گیا کیونکہ اسکا منشا تہا کہ شاید تحقیق سے کوئی اور زمین سمندر مین دریافت ہوسکے۔ وہان سے پہر سندہ کی شرقی شاخ کو رخ کیا اور معلوم کیا کہ یہہ راستہ تجارت کے واسطے بخوبی کار آمد ہوسکتا ہے اور اتصال سمندر پر ایک وسیع کہاڑی مین آملتا ہے۔

نیارکس نامی مشہور ناخدا جو فن جہازرانی مین اُس زمانہ مین شہرۂ آفاق تہا سکندر کے بیڑے کا سپہ سالار تہا۔ بادشاہ نے اسکو حکم دیا کہ جب باد موافق ملے تو بحری فوج براہ سمندر خلیج فارس کو عبور کرے۔

اس دلاورانہ سفر بحر کے ایسے عہد قدیم مین واقع ہونے سے ہم یونانیون کے ایسے دور دراز سمندر کی جغرافی معلومات اور نیارکس جیسے آزمودہ کار ناخدا کی لیاقت کو کس قدر مورد تعریف کرنا چاہتے ہین۔ اس زمانہ کا یونانی جغرافیہ ہومر کی شاعرانہ کہانیون اور آئیو کی خفیہ آوارہ گردیون کے دامن مین لپٹا ہوا تہا۔ اس عصر کے حکما کا خیال تہا کہ زمین ایک سطح مستوی ہے اور چارون طرف سمندر سے محدود ہے۔ اسلئے یہہ وہمی خیال مشہور تہا کہ خشکی پر دور تک سفر کرنے سے اوسی جگہہ لوٹ آتے ہین چنانچہ سکندر کے

ہمراہیون نے جب دریائے سیحون کو دیکھا تو سمجھے کہ دریائے سینڈہی آس کے کنارون پر پہونچ گئے ہین اور جب دریائے سندہ مین گھڑیال دیکھے تو خیال کیا کہ دریائے نیل کے کنارون پر آگئے ہین - فی الواقع عبور سمندر کا اس زمانہ مین نہایت عجیب و غریب تہا - کیونکہ کشتیان اُس زمانہ کی بہت چہوٹی ہوتی تہین - اور فن جہازرانی نے بہی چندان رواج نہین پایا تہا مقدار مسافت بہی معلوم نہین تہی - اور کوئی گمان نہ تہا کہ سامان رسد بہی مہیا ہو سکیگا یا نہو سکے - مگر نیارکس نے یہہ ہوشیاری کی کہ کشتیون کو اکثر لب دریا ہی رکہا اور وسط بحر مین نہ ڈالا - کیونکہ خواص مقناطیسی (جسکے جہازرانونکا رہنما کہنا زیبا ہے) اسوقت تک دریافت نہوا تہا - اور کوئی جہاز یا کشتی وسط آب مین روان نہ کیجاتی تہی - بخلاف زمانہ حال کے کہ اب جہان چاہین جہازون کو لیجا سکتے ہین راستہ مین انکو رسد کیجانب سے بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ کنارہ کا ملک ویران اور ریگستان تہا - غرض بصد خرابی فقر و فاقہ وہ جمعیت خلیج فارس تک پہنچگئی اس امر کے تسلیم کرلینے مین بہی تامل نہین ہو کہ نیارکس نے بحری تجارت کیلیے بحر ہند کو پہلی مرتبہ کہولا تہا جو من بعد آندم سے ابندم تک ایک وسیع تجارت کا مامن و مسکن رہا -

دشت گڈروسیا کا سفر اور سوسا کیطرف بازگشت

باقی حصہ فوج سکندر بسرکردگی اپنی لیکر ۳۲۵ سنہ قبل مسیح مین ماہ ستمبر کے قریب روانہ ہوا سندہ و کوڈلٹا سے بندر عباس (جو خلیج فارس کے کنارہ پر واقع ہے) تک کا راستہ ہاتہیون کو لیکر اور ایسی جمعیت کرلی جسکا سامان رسد کشتیون پر لدا چلا آتا ہو کچہہ برا نہین - اسی راستہ کی پہلو بہ پہلو ساٹہہ روز مین سکندر نے ہی اوریٹی کی مغربی حد سے لیکر پورہ (فرگ ۶) تک سفر کیا - ایک مرتبہ قلت آب سے فوج ایسی تنگ ہوئی کہ ساحل بحر کے ریگستان مین سات روز تک کنوان کہودنے کی

تلاش مین پہر اٹہو - اگر ایرین اور سٹریبو کی تحریرات کو معتبر سمجہین تو اس بنجر غیر آباد جنگل مین اہل سپاہ نے اسقدر تکلیفین اور مصیبتین اٹہائین جو حد بیان سے باہر ہین - اور جبکا زیادہ حصہ اتنی بڑی سپاہ کے لئے رسد کی کمی سے مخصوص نہین ہو سکتا ملکہ ملک کے ویرانی اور زمین کی ریگستان ہونے سے ہو سکتا ہے - ایک دفعہ علین دوپہر کے وقت جبکہ وفور حرارت سے چیل انڈا چہوڑتی تہی اور سکندر کا ہر ایک ہمراہی العطش العطش پکار رہا تہا ایک سپاہی بڑی دقت سے ڈہونڈکر تہوڑا سا پانی سکندر کے واسطے لایا - اس جوانمرد بادشاہ نے اس سپاہی کا شکریہ ادا کیا اور پانی کو زمین پر گرادیا - اسکی ہمت مردانہ اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ خود تو پانی پی لے اور فوج ہمراہی پیاسے مرے -

پورہ سے فوج بلا وقت دار الخلافہ کرمان کو روانہ ہوئی - یہان کریٹرس بہی سکندر سے آملا جو ایک حصہ فوج نیل سوار لیکر براہ قندہار آیا تہا - یہان نیارکس بہی بادشاہ سے آملا - اور بیڑہ کوہارموزیہ تک جو جزیرہ ہرمز کے مقابل ساحل پر واقع ہے بسلامت لنگر کیا -

کرمان سے فوج بسر کردگی ہفیسٹن معہ باربرداری اور چند زنجیر فیل کے ساحل خلیج فارس پر روانہ ہوئی - کیونکہ موسم سرما مین جو قریب آرہا تہا یہ سڑک خاصی چلنے کے قابل تہی - بادشاہ خود معہ خاصہ کے سپاہیون اور تہوڑی سی فوج کے بمقام پسار گیڈی جہان کیخسرو مدفون تہا گیا - جاکر دیکہا تو اس قومی بہادر کی قبر لٹیرون کی غنیمت کی آماجگاہ ہو رہی ہے جو اس بہادر کی عزت کے مطلق پرواہ نہین کرتے جو دو سو سال سے وہان سو رہا ہے اسکا طلائی تابوت جس مین اسکی نعش کسی قسم کی معطر ادویات مین بسا کر رکہی ہوئی تہی کہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہے دیکہہ دیکہہ ان لٹیرون کے مونہہ مین پانی بہر آتا تہا - لیکن تابوت کو صندوق

کا اوپر کا تختہ اتار نے اور نعش کو باہر پہنچنے کے بعد ان قزاقوں سے بوجہہ زیادہ وزنی ہونیکے نہیں اوٹھہ سکا تہا۔ سکندر نے حکم دیا کہ نعش کے باقی حصوں کو اکٹھا کرکے قبر میں رکھدیا جاوے چنانچہ ارسطابولس کہتا ہے کہ اس مرحوم شاہنشاہ کی قبر کی مرمت کا حکم میرے نام ہی نافذ ہوا تہا کہ اس بڑے پارسی جنگی بہادر کی قبر کو آیندہ کیلئے قزاقوں کی دست برد سے بچایا جاوے۔

پسارگنڈی سے روانہ ہوکر سکندر پارسی پولس کو گیا اس شہر کو سکندر اپنی پچھلی روانگی کے وقت آگ لگا گیا تہا۔ ایرین کہتا ہے سکندر کو اس شرارت سے جو اس نے پرسی پولیس کی آتشزدگی سے کی تہی کچھہ رنج نہیں ہوا۔ یہاں پہنچکر اسنے پیوسسطس نامی ایک اہل مقدونیہ سپہ سالار کو ایک پارسی جنرل کی بجائے فارس کا صوبہ قرار دیا اور اس پارسی کو بجرم بدعملی ریاست کے پہانسی دیدیا۔ پیوسسطس نے نہایت لیاقت اور عقلمندی سے حکومت شروع کی ملکہ ایسی حکمت عملی اختیار کی سکندر کو اس سے پوری تسکین ہوگئی۔ اس نے پارسی چال ڈہال رسم رواج اور پوشاک اختیار کرلی اور زبان فارسی میں عمدہ مہارت پیدا کرلی۔ مورخ بیان کرتے ہیں کہ پارسی اسکی عملداری سے نہایت خورسند ہوئے۔ اوس زیرک سپہ سالار کی مثال البتہ ان لوگوں کے لئے قابل تقلید ہے جو خوش نصیبی سے ممالک غیر میں منصب حکومت پر ممتاز کئے جاتے ہیں۔

قیام بمقام سوسا

آخر کار بمقام سوسا دریائے اولائی کے کنارہ پر ۳۲۴ قبل مسیح میں فوج نے اس دور دراز سفر کی ماندگی سے آرام کیا۔ اور اسوقت فرصت کو شادی کی محفلوں اور راگ رنگ کے جلسوں میں تیر کرنے لگے۔ یہاں سکندر نے

دارا کی بڑی لڑکی بارسین سے اپنی شادی رچائی اور چھوٹی لڑکی اپنے سردار ہیفسٹشن کو بیاہ دی۔ ارسطوبولس کہتا ہے کہ اُس نے اوکس کی لڑکی پیرائی سیٹس سے بھی اُسی وقت شادی کی اوراسطرح اسکی عورتین یعنے ایک بختاری اور دو فارسی نسل کی ہو گئین۔ سکندر نے اپنے اسی بڑے بڑے افسرون مین سے ہر ایک سے ایک ایک ایشیائی عورت منسوب کر دی۔ کریطیرس۔ پرڈیکس ٹالمی۔ یومینس۔ نیارکس اور سیلیوکس کی عورات کا مورخ نے خاص ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے یہہ تمام شادیان حسب دستور ملک فارس رچائی گئین دونون کے واسطے چوکیان رکھی گئین اور دور شراب کے بعد دلہنین جنہون نے زنانی ٹوپیان کتان کے پائجامے اور ریشمی کرتے پہنے ہوے آئین جو اپنے اپنے خاوندون کے پاس بیٹھ گئین۔ بادشاہ نے اپنی عروس کا ہاتھ پکڑکر بوسہ لیا اور تمام سردارون نے اسکی تقلید کی اور سب نے ملکر کھانا کھایا سکندر نے ہر ایک عورت کا جہیز بھی اپنے پاس سے دیا۔ باقی جسقدر یونانی سپاہیون نے ایشیائی عورات لینی چاہین انکے نام ایک فہرست مین درج کیے گئے اور شادی کے وقت بادشاہ کیجانب سے انہین تحفے تحائف ملے۔ چنانچہ اس فہرست مین دس ہزار سے زائد آدمیون کے نام درج ہو گئے۔

گو مختلف قومون کی اتحاد و اتفاق کے لئے یہہ شادیان کیسی ہی مصلحت ملکی کے قرین تہین لیکن تاہم اہل مقدونیہ سپاہی ان سے بہت آزردہ ہوے۔ بمقام اوپس دریائے ٹگرس کے کنارہ پر بادشاہ نے فوج کا جائزہ لیا اور زخمی ناتوان اور ناقابل سپاہیون کو وطن بھیجنا چاہا۔ مگر اسوقت سپاہیون مین غدر پھوٹ پڑا اور ساری فوج یک زبان ہو کر چلائی کہ بہتر ہے اگر تو ہم سب کو معطل کر دے اور آیندہ کے لئے اپنے باپ امین کی مدد سے ملک گیریان کیا کر۔ سکندر یہہ طعنہ سنکر برافروختہ ہو گیا اور کود کر سپاہیون کے بیچ مین جا پڑا اسکے پیچھے چند محافظ جسم سپاہی

بہی گہس آئے اور انہوں نے تیرہ آدمیوں کو جو اس فساد کی جڑ تہے پکڑ لیا جن کو فی الفور جان سے مار ڈالنے کا حکم صادر ہوا۔ پہر فوج کی طرف جو یہہ واقعہ دیکہکر ہراسان ہوگئی تہی مخاطب ہوا اور بہت سی ملامت کے بعد انہیں کفران نعمت کا الزام لگایا۔ اور ساتہہ ہی کہا کہ تمنے اپنے بادشاہ کی خاطر شکنی کی۔ جس نے تمہارے تمام دکہہ درد ہر وقت اور ہر حالت میں بانٹے۔ اور کامیابی کے انعامات سے تمہارے جیب و دامن مالا مال کر دئیے۔ اور اپنے پاس برائے نام فقط تخت کی عزت اور تاج کا سودا رکہہ لیا آخر کار اسنے انہیں علیحدہ کر دینے کا حکم دیا اور آپ محل شاہی میں جا گہسا۔ دروازے بند کر دئیے اور حکم دیا کہ کوئی اندر محل کے نہ آئے حتے کہ محل کی حفاظت کیلئے ایرانی سپاہیوں کی گارد کا پہرہ مقرر کیا۔ یونانی سپاہی جہٹ اپنے کئے پر پشیمان ہوگئے۔ اور جوق در جوق محل کے گرد آ کہڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنے ہتہیار پہینکدئے اور رحم سلطانی کے خواستگار ہوئے۔ سکندر نے اسوقت انہیں صدق دل سے پچہتاتے ہوئے دیکہکر معاف کیا لیکن ہفیس کی بغاوت کے وقت سے اسکے دل میں برابر رنج چلا آتا تہا۔ چنانچہ اُس نے ۱۰۰۰۰ نہایت ضعیف اور ناتوان سپاہیوں کو زیر حکم کریٹیرس کے جو بجائے انٹیپیٹر کے مقدونیہ کا وائسرائے مقرر ہوا تہا وطن کو رخصت کر دیا۔ گو شادی کے جلسوں میں بغاوت اور بے امنی کی مجلسیں بہی اُٹہہ کہڑی ہوئیں لیکن ناچ رنگ اور تمام قسم کے کہیل تماشے اور نادرات موسیقی جسقدر کہ اس عہد کے یونانی کاریگر جانتے تہے اس آن بان سے جاری رہے کہ ناظرین کو رجہا دیا۔ سکندر کی دانشمندی میں کچہہ شک نہیں۔ گو فساد پیدا ہوگیا لیکن اسکی رائے کی صیابت قابل صد ہزار تحسین تہی اس باہمی مناکحت سے اسکی علت غائی یہہ تہی کہ فاتح اور مفتوح قوموں میں ایسا پختہ اتحاد قائم ہو جاوے کہ باسانی اسکا ازالہ نہو سکے۔ اسکے مورخ لکہتے ہیں کہ اسکا یہہ بہی ارادہ تہا کہ ایشیائی لوگوں کو یورپ میں سلاح ہے صلح

کر کے طریق جنگ سکہلایا جاوے۔ اور انکو اپنی سپاہ مین شامل کر کے اُنسے ایک جدید فوج تیار کیجاوے تاکہ اسکی جان مقدونیہ والون کے قبضہ سے نجات پاوے۔ کیونکہ اہل مقدونیہ سپاہی اُسے ایک سے زائد مرتبہ طعن دے چکے تہے کہ تو ہمارے سوا نکما ہے۔

واقعات خاتمہ

تحقیقات علمی اور رفاہ عام کے کامون مین ہر وقت اسکی طبیعت کو میلان تہا۔ لیکن اسوقت جبکہ ایک عالمگیر مہم کے بعد کسی قدر فراغت حاصل ہوئی تہی اُس نے ان امور کی جانب زیادہ توجہہ منعطف کی۔ قزوین سے کشتیون مین بیٹہکر خلیج فارس مین چلا آیا۔ اور دریائے دجلہ و فرات کے ڈلٹا کو بغور دیکہا۔ اور پہر شط العرب سے ہوتے ہوئے دجلہ مین مقام اوپیر تک چلا آیا۔ اس دریا مین عہد قدیم سے کئی ایک پختہ بند وار بار اس غرض سے باندہے ہوئے تہے کہ موسم طغیانی مین جب دریا لبریز ہو تو گرد نواح کی سرزمین کو آبیاری سے شاداب کیا کرے لیکن سکندر کی آرزو ہمیشہ یہی رہی کہ تجارت بحری و بری کو ترقی ہو اور دور دراز ممالک کے مابین تجارت وسعت سے جاری رہے۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکہکر اس سفر مین اُسنے دریائے دجلہ سے وہ بند جو قدیم معماری کا ایک بے بہا نمونہ تہے منہدم کروادے اسلئے کہ وہ دریا کی اندرونی آمد و رفت کے مزاحم تہے۔

۳۲۴ق۔م قبل مسیح کے اخیر مین سکندر بمقام اکبتانہ جو سلطنت کا شمالی دارالخلافہ تہا گیا اسی جگہہ اسکا منظور نظر عزیز دوست ہیفسٹن مر گیا۔ سکندر کو اسکی وفات کا بدرجہ اتم رنج والم ہوا آخر دل برداشتہ ہو کر بابل کو چلدیا۔ راستہ مین غم غلط کرنے کے لئے ایک پہاڑی قزاقون کی قوم کو جسکا نام کوسی تہا مطیع کرتا چلا۔ اسوقت تو بادشاہ نے اپنے زعم مین حسب مراد

اس قوم کی بیخکنی کردی لیکن جلدی ہی بعد میں وہ پہر اوٹہہ کہڑی ہوئی۔
سکندر ایسا جفاکش آدمی تہا کہ ہمیشہ محنت کے کام کرنے میں خوش ہوتا
تہا اور سستی اور بیکاری سے گہبراتا تہا۔ جب سکندر بابل کے قریب پہنچا
تو معلوم ہوا کہ دنیا کے قریبا تمام اطراف واکناف سے مختلف ممالک کے
سفیر ایشیا کے نئے شاہنشاہ کی مبارکباد کے لئے آئے۔

معبد بعل کے مجاوروں نے بادشاہ کو بہتیرا سمجہایا کہ شہر کے اندر جانے
میں آپکی لئے سلامتی نہیں ہے چنانچہ بعل کا اپنا فرمان بھی یہی تہا لیکن
اُس نے انکی بات کی طرف مطلق توجہہ نہ کی۔ اور شہر کے اندر چلا گیا معبد
عظیم کے کہنڈرات بڑی تباہ حالت میں دیکھے۔ باوجودیکہ بادشاہ نے جب پہلی
مرتبہ بابل میں آیا تہا تو معبد بعل کے ازسر نو تعمیر کا حکم دیا تہا لیکن مجاوروں
نے اسکا کچہہ خیال نہ کیا اور اس معقول آمدن کو لیتے رہے جو اس معبد کی متعلق
تھی۔ یہہ بات یہاں لکھنی بھی ضروری ہے کہ سکندر نے مقدونیہ سے روانہ ہو کر
بابل کے قیام تک کل ۱۹ ہزار میل انگریزی سفر کیا اور یہہ اسقدر طویل مسافت
تھی جو نہ تو کسی اور نے اسکے عہد میں یا اس سے پہلے زمانہ میں طے کی تھی گو آجکل
کے سیاح اس سے زیادہ سفر کر لیتے ہیں۔

قیام بمقام بابل

سکندر نے ارادہ کیا کہ شہر بابل کو اپنا دارالامارت قرار دے اور اس شان
و شوکت اور عیش و عشرت میں زندگی بسر کرے کہ مشرقی بادشاہوں کو خواب
میں بھی نصیب نہوئی ہو اس نے بابل کو ازسر نو تعمیر کرایا اور دارا کی سنہری
تخت پر بیٹھکر دربار کیا۔ اس تخت کے اوپر ایک طلائی درخت لگا ہوا تہا
جسکے پتے زمرد کے تھے اور پہل شب چراغ کے۔
تاہم اسکے ارادے بڑے بڑے جلیل اور عظیم الشان تھے۔ اُس نے ہیرکلائیڈ

کو بھیجا کہ بحیرہ کاسپین پر جا کر جہاز تیار کریں اور دریافت کریں کہ کیا جیسے ہیروڈوٹس ایک سو سال پیشتر کہہ گیا ہے کہ یہہ بحیرہ چاروں طرف خشکی سے محیط ہے صحیح ہے یا دوسرے لوگوں کا یہہ خیال درست ہے کہ بحیرہ اسود سے پیوستہ ہے بابل میں اسنے ایک بندرگاہ تیار کرایا تاکہ جو جہاز خلیج فارس اور دجلہ میں آمد و رفت کریں وہاں ٹھہرا کریں۔ اور جسطرح ہوسکا ازمودہ کار ملاحوں اور جہازرانوں کو اپنی جدید دارالحکومت میں بود و باش کرنیکی ترغیب دیکر لا کر جمع کیا۔ اسکی یہہ بھی آرزو تھی کہ جزیرہ نما عرب کے گرد جہاز گھوم آئیں اور وہاں کے لٹیرے خانہ بدوش قبیلے (بدوی) مطیع کئے جائیں۔ لیکن اسکے کسی ناخدا نے راس میکاٹا سے جو داخلہ خلیج فارس پر واقع ہے آگے بڑھنے کا حوصلہ نکیا۔ بابل کے سرسبز میدانوں میں زراعت و فلاحت کو ترقی دینا اسکی حکمت عملی کا دوسرا پہلو تھا جسکی تسہیل کے لئے اُسنے بہت سی نہریں آبرسانی کے لئے کھدوا نیکا بندوبست کرلیا تہا۔ اور ایام طغیانی دجلہ میں سیل کا فضول پانی خارج کرنیکے لئے پیلیکوپس نالہ کو زیادہ وسیع اور کارآمد بنالیا تہا

سکندر کی وفات

اسی اثنا میں جبکہ سکندر جزیرہ نما عرب کی مہم پر تلا بیٹھا تہا کہ پیام اجل آیا اور دل کے ارمان دل ہی میں رہ کر چلدیا۔ مورخ اسکی وفات کی وجہ یہہ بیان کرتے ہیں جبکہ بابل کے گرد نواح کی دلدل والی زمین میں جہازرانی کے کارخانوں کے لئے کام کروا رہا تہا تو زیادہ محنت کرنے سے بخار چڑہ آیا پچھلے دنوں کی کثرت مے نوشی سے ضعف پہلے ہی موجود تہا جسسے بخار اور تیز ہوگیا۔ ایرین نے اسکی بیماری کے روزانہ حالات قلمبند کئے ہیں۔ پہلے تو اُس نے کسی طبیب سے معالجہ نہیں کرایا۔ نو روز تک اُس نے خود ہی کوشش کی کہ کسی طرح بخار اتر جائے چنانچہ بخار چڑہنے کی کچھ پروا نہ کی۔ اپنے

سب سالاروں سے اپنے ارادون کا ذکر کرتا رہتا اور کبھی میڈیس سے جو شطرنج کھیلنے لگتا۔ ہر روز خود بخود اٹھکر غسل اور قربانی گذارنے کے لیئے سوار ہوکر چلا جاتا تہا۔ آخر کار بخار شدت سے چڑہنے لگا اور ہمارے بہادر کی کوئی بہادری پیش نہ گئی۔ جبکہ اسکے جرنیل اسکے بستر کے گرد جمع ہوئے تو اسوقت اسکی بولنے کی طاقت بہی سلب ہوچکی تہی۔ اسکا آخری کام یہہ تہا کہ اُس نے اپنی انگلی سے مہر خاص کی انگوٹھی اُتاری اور پرڈیکس کے حوالہ کردی۔ یہہ بہی تواریخ مین لکھا ہے کہ ابہی طاقت گفتار کسی قدر باقی تہی کہ اس سے پوچھا گیا کہ سلطنت کی عنان کسکے ہاتھ مین دیجاتی ہو۔ سکندر نے فقط اسی قدر جواب دیا کہ جو سب سے زیادہ بہادر ہے۔ ؟

سپاہیون نے جب اس آخری وقت کا حال سُنا تو گہبرائے ہوئے محل کے گرد آ جمع ہوئے۔ اور ایک طرف سے چُپ چاپ اپنے مرتے ہوئے سردار کے بستر مرگ کے پاس سے ماتمی حالت مین مؤدبانہ گذرنے لگے مگر سکندر اشارات سے اُنہین جتلاتا رہا کہ اُن سے اُسے کس قدر محبت تہی۔ اسکے جرنیل سرالیس کے معبد مین راتون اس خیال سے جاکر سوئے کہ شاید اُنہین خواب مین معلوم ہو کہ اگر سکندر کو اس معبد مین لانے سے آرام ہوجائے تو اُسے لایا جاوے لیکن وہان سے یہی پتہ لگا کہ وہین رہنے دو۔

یہہ نوجوان شاہنشاہ عین عالم شباب مین ۳۲ سال ۸ ماہ کی عمر مین اس عالم فانی سے رہگرائے عالم باقی ہوا۔ اس عرصہ مین جبسے اُس نے ہوش سنبہالی اسکی تلوار ہمیشہ پہرتی اور گرمجوشی سے بنی نوع انسان کی تعداد کے کم کرنے مین مشغول رہی۔ اسکی سلطنت کا عرصہ فقط تیرہ سال تہا۔ لیکن خواہ یہہ کیسا ہی مختصر عرصہ ہو اسکے کارنامے ایسے وسیع ہین کہ اہل بصیرت کو حیرت پیدا ہوتی ہے۔

کہتے ہین جب سکندر اعظم کا آخری وقت آیا تو اُس نے اپنی والدہ کو

وصیت لکھی کہ پیاری اماں! مین تو اب وہان جاتا ہون جہان ہر کونہ اور اچکر جیسی چیل لیسی ہین۔ مین ایک ایسی نیند سونیوالا ہون کہ جسکا کوئی انجام نہین۔ مین تم سے بمنت التماس کرتا ہون کہ میری مفارقت کے رنج مین اپنی جان کو تکلیف ندینا۔ اور ایک وصیت کرتا ہون کہ جب میری ماتم پرسی کے لئے لوگ جمع ہون اور دستر خوان پر کہانا کہانے کے لئے بیٹہین تو اسوقت تمنے سب حاضرین سے کہنا کہ میرے بیٹے کی توشہ سے وہ شخص کہانا کہائین جنہین عمر بہر مین کوئی غم دامنگیر نہوا ہو۔ جب سکندر کی والدہ کو یہہ خط پہنچا اور اُس نے اسکی وصیت کی تعمیل کرنی چاہی تو دیکہا کہ تمام مہمانون مین ایک بہی ایسا نہین نکلا جو اس قید غم سے آزاد ہونیکا دعوی کرے اور دستر خوان کی طرف ہاتہ بڑہائے۔ سکندر کی والدہ نے اُس سے یہہ نتیجہ نکالا کہ میرے بیٹے کا مطلب اس وصیت سے فقط یہہ تہا کہ میرے جوانا مرگ کے بعد والدہ میری غم و الم مین مبتلا نہ رہے۔

سکندر نے اپنی مختصر سی زندگی کے ایام مین اس پہرتی سے کام کئے ہین کہ گویا اُسے معلوم تہا کہ اسکا خاتمہ قریب ہی ہے۔ گو اُس نے بہت کچھ کیا اور ۳۲ سال کی مختصر سی مُدت مین **اعظم** کہلائے جانے کے قابل نام پیدا کر لیا مگر تاہم دل مین سینکڑون ارمان لیگیا۔ اسکا ارادہ تہا کہ سارے عالم کو زیر نگین کرکے عالمگیر نام پاوے اور ایک مرتبہ پہر ہندوستان مین نئی فوج ایسی بہرتی کر کے لیجاوے جو ستلج سے آگے بڑہنے سے کبہی جی نہ چرائے مگر زبردست موت نے اسکو فرصت ندی۔ کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی بدبین کیون نہ ہو جب اپنے دل مین سکندر کی فتوحات اور مہمات کو باترتیب رکہکر اُنکی عرصہ وقوع اور پورا ہونے کے وقت سے مقابلہ کرے تو اُسے یہہ باور کرلینے مین کبہی تامل نہین ہوگا کہ اگر یہہ شہریار نامدار کچھہ عرصہ اور زندہ رہتا تو سچا عالمگیر ہوجاتا۔ افسوس اس کے

مرگ بے ہنگام نے اسکے سب ارادون کو خاک مین ملا دیا - اس موت کا سب کہین یہی شیوہ ہے کہ بے وقت آتی ہے اسکا کوئی وقت نہین اور نہ کوئی موسم ہے - سکندر کی افواج وعساکر معہ تمام متوسلین اور ارکان و اعیان سلطنت کی زبان حال سے ذیل کا نوحہ پڑہتے اور حسرت سے سر دہنتے تھے -

پتونکی بہی گرجانیکا ہے وقت معین
پہولون کی بہی مرجہانیکا ہے وقت معین

کملاتی ہین گل چلتی ہے جب باد بہاری
پتونکو گراتی ہے ہوا جب فصل خزان کی

چہپنے کا ستارونکی بہی ہے وقت مقرر
چہپتی ہے نکل آتا ہے جب دم سحر خاور

پر تیرا کوئی وقت مقرر نہین اے موت

دن اسلئے اللہ نے بنایا ہے کہ ہمین
دنیا کے ہمین کام جو کرنی ہون وہ کرلین

اور شام کو فارغ ہو فرائض سے سب احباب
تفریح و مسرت کی فراہم کرین اسباب

شب خواب کے آرام کی راحت کے لئے ہے
اللہ کی یاد اور عبادت کے لئے ہے

قبضہ مین مگر تیرے سبہی وقت ہین اے موت

ہے مجلس دعوت کا بہی اک وقت مقرر
ہے محفل عشرت کا بہی اک وقت مقرر

جوش خوشی دعوت احباب کا ہے وقت
فرط طرب عیش و مئے ناب کا ہے وقت

ہے وقت کہ جب یاس غم و رنج و الم سے
ہلکا کرین رو رو کے دل اور آنسو بہا کے

پر موت کے سب وقت ہین جب چاہے چلی آئے

وہ غنچۂ نوخیز کہ جو ہے حاصل گلزار
نوخیز جوانان گل اندام و خوش اطوار

مرجہانیکے قابل نہین معلوم جو ہوئے
جب نام ترا سنتے ہین ہنس دیتے ہین سنکر

پر موت تو ایسی نہین رحم آئے جو تجہکو
ان کو جوان ہونے دے کہیل جانے دے انکو

رحم اور تامل تجہے کرنا نہین آتا -

معلوم ہمین حال ہیچ قمر ہے — کوہسار پہ مرغون کی اترنے کی خبر ہے
آتی ہے خزان جب تو سمجھ لیتے ہین ہم سب — تیار ہوا چاہتی ہین کھیتیان سب اب
پردہ ہی کوئی ہے جو بتادے ہمین اتنا — موت آئیگی اسوقت بتادے ہمین اتنا

کوئی نہین ایسا نہین ہرگز کوئی ایسا

کیا وہ ہے تیرا وقت کہ جب باد بہاری — سرگوشیان کرتیکو بنفشہ سے ہے چلتی
یا جبکہ گل سرخ کی سرخی نہین رہتی — اسوقت تو اے مرگ زبردست ہے آتی
ایسا نہین ان سب کا ہے اک وقت مقرر — پر ہمکو تو جب چاہے پکڑ لیتی ہے آکر

اے سب سے زبردست اور اے صاحب قدرت

نغمون سے متوج ہوا ہین جہان پیدا — امواج سمندر کی زور دینے ہون جیسا
پر امن گھر و گلشن جہان دیکھو وہان تو ہے — راہون سفر و نین جہان دیکھو وہان تو ہے
دریا پہ ہون خشکی پہ ہون گھر مین ہون — ہم ہون کہین ہے موت ہمیشہ تیری نظر مین

تو چھوڑتی پیچھا کسی حالت مین نہین ہے

احباب سے احباب جہان ملتے ہین آکر — پر امن مکانون مین بیٹھے پاتے ہین وہان نہین
میدان مین جنگون کا ہے میدان سر گرم — سردار و جوان سر کٹتے ہین تو ہوتی نہین پروا
افلاک پہ اٹھ جاتی ہین لشکرونکی صدائین — لاکھون کٹے جاتے ہین جہان بندے خدا کے

وہان دیکھو تو سرگرم ہے تو کام مین ہر *

سکندر کی وفات بڑی صحت سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ دنیا اور اسکی مال و دولت کی کچھ حقیقت نہین — کجا وہ تزک و احتشام اور کجا وہ تباہی و بربادی کہ تمام زن و بچہ اسکے معہ والدہ اسکی کے عرصہ قلیل مین ہلاک کئے گئے —

* رسالہ مہذب قوم جلد ۴ نمبر ۱۸

اور تمام سلطنت سپہ سالاروں اور رئیسوں میں تقسیم ہو گئی جو ملک جسکے ہاتھہ لگا اُس نے دبا لیا۔ مگر ہان نام اسکا کوئی نہ دبا سکا۔ اور وہ اقبال سکندری فقط خواب و خیال رہگیا۔ یہان بیساختہ یہہ شعر یاد آتا ہے ؎

اہی سکندر نہ رہی تیری بہی عالمگیری	کتنے دن آپ جیا جس لئے دارا مارا

سکندر کا سراپا۔ چلن۔ مزاج اور صفات و عادات۔

ایک مؤرخ سکندر کا سراپا اسطرح لکھتا ہے :۔ سکندر قوی الجثہ۔ خوش نما آدمی تہا۔ بدن خوبصورت سڈول اور مضبوط۔ اعضا متناسب۔ قد و قامت متوسط۔ سر ذرا سا ایک پہلو کو مائل۔ آنکھین خوبصورت جنمین تیزی چمکتی تھی۔ اور بشرہ مردانہ حُسن و ملاحت اور دلاوری سے بہر پور تہا۔ ہمیشہ قلب جنگ مین اسکے سر پر کا سفید طرہ اسکی شاہانہ پیشانی پر عجب بہار دکہاتا تہا۔ سکندر اپنے عصر کے شریف یونانی سپاہی کا پورا نمونہ تہا۔ ملک گیری اور شہرت کا وفور شوق جو قدیم بہادران یونان کے کارناموں کی تقلید نے سکندر کے دل مین پیدا کر دیا تہا حد بیان سے باہر ہے۔ گو مغلوب الغضب تہا لیکن اپنے کئے پر جہٹ پشیمان اور اپنے قصور کا قایل ہوجاتا تہا۔ اسکی فیاضی بھی اس قابل تھی کہ اسکی تعریف کیجاوے ہر وقت اسکی یہی آرزو رہتی تھی کہ اپنے اور ہر کولیز سے گوئی سبقت لیجاوے۔ چنانچہ ہمیشہ اسکا یہی قاعدہ تہا کہ ہومر کی نظم کو اپنی تلوار کے ساتھہ بالین کے نیچے رکہتا تو اُسے نیند آتی تھی۔ غرور جسکو گذشتہ زمانہ کی خوبیوں مین شمار کرتے ہین۔ اور جو حقیقت اس زمانہ مین جبکہ شریفانہ طور پر استعمال کیا جاتا تہا تو مغرور آدمی کو زیبا معلوم ہوتا تہا۔ سکندری صفات مین ایک متمیز رکن تہا ذاتی جرأت جسکو داستان مخاطب کرتے ہین اور جو بہادر آدمیونکی

لا نی صفت سے کچھ کم نہ تھی جب بچہ تھا تو اسے جوہر فروے نے اسکو بیوسفی فیلس جیسے وحشی کی پشت پر جا بیٹھا پایا اور جب بڑا ہوا تو اسی کے ذریعہ سے اپنی خود رائی اور مغرور فوج کا انتظام اور اہتمام کرتا رہا جسقدر اُسے لڑائی سے محبت تھی اُسی قدر علم کو بھی چاہتا تھا - اسکی زبان میں غضب کا بادہ بھرا تھا جس سے اس نے بارہا اپنے سپاہیوں کو جنگ کی جلتی آگ میں کود پڑنے پر آمادہ کیا - اور اپنے ذہن رسا سے ایسی ایسی پرخطر واقعات پر صائب رائے جمائی کہ جن میں بڑے بڑے خرانٹ اہل الرائے حواس باختہ ہو جایا کرتے - وہ دیوتاؤں کی بہت تعظیم و تکریم کرتا اور اپنے آپ کو انمیں شامل سمجھے جانے کی آرزو رکھتا - بلکہ یہ چاہتا رہتا کہ دیوتاؤں میں شمار کیا جاوے بلکہ اُس نے یونانیوں سے اپنی پرستش بھی کرانی چاہی اہتھنز کے باشندوں نے تو جبر اُسکو منظور کر لیا لیکن سپارٹا والوں نے کہلا بھیجا کہ ”اگر سکندر دیوتا ہے تو ہوا کرے“ طبیعت کی سرگرمی اور خوش آیند امیدوں کے بر آنے سے اسمیں ایک ایسی جدید روح پیدا ہو گئی تھی کہ وہ ہر وقت اسکو کامیابی پر مستعد کر دیتی - اور بیشک یہہ وہی روح تھی جو نپولین کی آنکھوں میں بھر جاتی تھی اور جس نے اسکو مشرقی ممالک میں سکندر کا ہمسر بنا دیا - اور ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ اسی روح نے دنیا کے تمام بڑے بڑے فاتحوں کے سینے گرم کئے ہیں کہ جس سے اونہیں ایسے عالی رتبے ملے -

ایک مورخ لکھتا ہے کہ ”بہیئت مجموعی سکندر کے اخلاق کو شریفانہ اور اسکے قوائے ذہنی کو مکمل کہنے میں ہمیں مطلق تامل نہیں - اگر انصاف سے رائے زنی کیجاوے تو اسکا دنیا کے وجیہہ ترین عورتوں کی عزت اور حمایت کرنا علے العموم مفتوح دشمنوں سے نرمی اور خندہ روئی سے پیش آنا - اور اسکی سچی سپاہیانہ دلیری بہر حال ہماری تعریف کے مستحق ہیں -

واقع مین اسکی قوا ہی ذہنی بڑہی اعلے درجہ کے تہے - جو دو چیزین اکثر ہوشمند بیدار مغز آدمی مین موجود ہونی ضروری ہین یعنی صحیح قوت فیصلہ اور صحت قوت متخیلہ - وہ اسمین موجود تہین جیسا وہ باہر سے زرہ بکتر سے مضبوط تہا ویسا ہی اندر سے اسکی قلبی جسارت اور خدا داد ہمت نے اُسی مستحکم کر رکہا تہا - اور علاوہ اسکی اُسکی سپاہیانہ شباہت پردہ سفید پر جو ہمیشہ خود پر لٹکتا رہتا تہا - اور بہی عجب شاندار کہلاتا تہا -

عہد سکندر سے آجتک زمانہ کئی صدیان پہلاتگ آیا ہے اسواسطے اسوقت سے اس زمانہ کا مقابلہ بصحت تمام نہین ہو سکتا - اس زمانہ مین شراب خوری کوئی جرم نہین سمجہا جاتا تہا فقط تفریح طبع اس سے مقصود تہا - اسلئیے کثرت میخواری سے اسکا مزاج بجا نہین رہتا تہا ایسی حالت مین اس سے سخت معیوب کام سرزد ہوئی ہین اپنے ایک رفیق اور ایک جرنیل کا قتل کرنا اور ریسی پولس کے محلات کو آگ لگا دینا - بیشک بہت بُرے کام ہین -

تاہم اسکی کبہی نہ ہارنے والی ہمت اور جسارت - اسکی شجاعت اور اسکا تحمل اسکی لا ثانی نظم کی قدردانی اور اسکی کریم النفسی ایسی امور نہین ہین جو نظر انداز کئیے جائین اور انکی سوا اسکی خدمت مین دنیا کے اطراف و اکناف کے جمیع دول کے سلاطین کے سفیرون کا حاضر ہو کر تخت نشینی ایشیا کی مبارکباد دینا ایسا کام ہے کہ جسکے لیئے ہم بہی اسکی قدردانی کرین - ایک معتبر جرمن فاضل نے سکندر اعظم کے جولیس قیصر (شاہ روم) پر خیالات کی صفائی - چلن کی بے روورعایت اور کریمانہ کارروائی - فنون کی نادرات کی قدردانی - اور اسکی اپنے لفظون مین ہستیات کی روح وروان ہونے کی لحاظ سے فضیلت دی ہی - مگر آرنلڈ صاحب جنکی علمی فضیلت ایک عالم مانتا ہے اور جنکی رائے بوجہ ایک سچا ل دل ہمدرد

ہونی بہت بڑا وزن رکھتی ہے اسکی اسقدر تعریف کرتے ہین کہ ہمین شبانہ
اسکے لکھنے کا حوصلہ پڑتا - وہ کہتے ہین کہ عہد قدیم مین سکندر سب سے بڑا آدمی
تہا ؛

مورخون نے اس امر پر بحث کی ہے کہ اگر بجائے مشرقی قومون کے
سکندر کو مغربی اقوام سے واسطہ پڑتا تو کیا نتیجہ نکلتا ؟ اگر ان امور
کو مد نظر رکہا جاوے کہ اسکی ہمت کی وسعت - اسکی عاقلانہ حکمرانی
اور فن جنگ کی کامل واقفیت کس درجہ تک پہنچی ہوئی تہی تو ہمین
یقین پڑتا ہے کہ جو کام اُس سے ظہور مین آئے ہین اگر وہ اُن سے بہی
بڑے بڑے کام کرنا چاہتا تو اُنکو بہی ضرور بکامیابی ختم کرتا - لیکن یہہ
بہی قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اگر مغرب مین جاتا تو مغربی تہذیب کو
جو ابہی طلوع ہونے لگی تہی مشرق والون سے بکلی نقصان پہنچاتا
مگر تقدیر کو ابہی منظور تہا کہ ایک اور صدی تک مغربی دنیا کو روما والو
کے قانون - انکی معاشرت - اور انکی شائستگی سے بہرہ یاب کرے -

اسمین کوئی شبہہ نہین کہ فتوحات سکندر سے دنیا کو بہت بڑا
فائدہ ہوا - یعنے مشرقی ممالک یونانی تہذیب سے بہرہ یاب ہوگئے
مگر سکندر کی نسبت اسکے جانشین اس عظیم فایدہ کے پہیلانے مین
زیادہ متوجہ رہے کیونکہ سکندر کی ہمت تمام ہی ملک پر ملک فتح کرنے
سے فقط چشم حرص کا کاسہ پر کرنے سے تہی اس موقع پر بعض
لوگ بالکل متناقض خیال کئے ہین وہ کہتے ہین کہ سکندر مین صرف
جنگ وجدل کی لیاقت ہی تہی معاملات ملکی کے سلجہانے کی
اہلیت نہین رکہتا تہا لیکن حقیقت یہہ ہے کہ اسکو معاملات ملکی
مین دخل دینے کی اجل نے مہلت ہی ندی ورنہ اسکی خداداد لیاقت
سے ملکی انتظام کی درستی بہی کچہہ بعید نہ تہی - ورنہ ارسطو کا

بنیاد ڈالی۔ اسکندریہ کا بانی اور نیارکس کے بحری سفر کا تجویز کرنے والا وہ شخص تھا جس نے تیز و تند مہموں اور ملک گیریوں کے دوران میں بھی علوم کو فراموش نہ کیا۔ وہ عقل مجسم جس نے اتنے ممالک محروسہ کا انتظام اور اتنے وسیع عساکر کا اہتمام بڑے سلیقہ سے کیا ہوا تھا ملکی حکومت کی بھی ویسی ہی لیاقت رکھتا تھا ہاں ہم اسقدر وثوق سے اس بات کا اقرار نہیں کر سکتے کہ اس کام میں بھی سیزر یا نپولین کا ہمپلہ تھا۔ وہ شہر جنکی بنیاد سکندر نے ایشیا کے مختلف مقامات پر رکھی تھی غالباً اسکا یہہ خیال ہوگا کہ اس وسیع مملکت کے سرحدی فوجی سٹیشن بنیں گے۔ لیکن مرور مدت کے بعد اسی یونانی شایستگی اور تجارت کے مرکز نکلے ہیں جو اقوام مغرب اور ممالک ہند و چین کے درمیان دائر و سائر تھی۔ اور اسی لئے ان شہروں کے گرد پیش کئی ایک زبردست ریاستیں پیدا ہو گئی تھیں۔ چنانچہ انمیں آمد و رفت کی کثرت اور آسانی سے سکندر کا جو مطلب تھا پورا ہو گیا تھا۔

تمت

مطبع خادم التعلیم پنجاب گوجرانوالہ

(۱) اس مطبع میں ہر طرح کی چھپوائی کا کام نہایت صحت صفائی ارزانی اور کفایت سے ہو سکتا ہے۔ (۲) یہاں سے حسب موقت الشیوع پرچے اس تفصیل سے شایع ہوتے ہیں۔ ا۔ پیسہ اخبار گوجرانوالہ ہفتہ وار سالانہ عہ۔ ب۔ سکول ماسٹر ہفتہ وار سالانہ عہ۔ ج۔ رسالہ زمیندار باغبان و بیطار ماہوار سالانہ ۱۲؍ د۔ رسالہ کلید امتحانات مڈل سکول و انٹرنس ماہوار سالانہ ۱؍ (۳) بہت سے مفید عام اور مفید مدارس کتابیں چھپکر بغرض فروش موجود ہیں۔ (۴) مطبع سے یکمشت بیس روپیہ سے زاید کتابیں یا اخباریں رسالے خریدنے والے یا چھپوائی کا کام کرنوالے صاحبوں کو بیس فیصدی کمیشن دیا جاویگا۔ المشتہر محبوب عالم مالک مطبع خادم التعلیم پنجاب گوجرانوالہ۔

دارا ابن داراب شاہ پارس کی تصویر ایک معتبر کتاب کے مطابق یہہ ہے ؎

سکندر بن فیلقوس شاہ مقدونیہ کی تصویر
ایک نہایت معتبر کتاب پر اس طرح مندرج ہے۔

گو پہلے صفحہ پر سلطان سکندر کی ایک اور تصویر درج ہو چکی ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ ایک سنگلین بت سے نقل کی گئی ہے۔ لیکن یہ تصویر بھی ایک نہایت معتبر وسیلہ سے حاصل کی گئی ہے۔ محبوب عالم